احادیثِ نبویہ اور مسائلِ فقہیہ کا بیش بہا ذخیرہ

فقہ الحدیث

صحیح اور معتبر احادیث نبویہ سے ضروری مسائل کو ثابت کیا گیا ہے

مؤلفہ

حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب

(محدث دار العلوم دیوبند)

کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ۔ کراچی

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

فقہ الحدیث

الجواب المتین باحادیث سید المرسلین صلعم

احادیثِ نبویہ اور مسائلِ فقہیہ کا وہ بیش بہا اور متبرک ذخیرہ جس میں صحیح اور معتبر احادیث سے مسائل کو ثابت کیا گیا ہے۔ عام اہلِ اسلام کے نفع اور احادیثِ نبویہ کی اشاعت کیلئے

مولانا سید اصغر حسین صاحب محدث دار العلوم دیوبند نے تالیف کیا

ناشر

نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب۔ آرام باغ۔ کراچی

فہرست مسائل فقہ الحدیث

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ: عام ناظرین کو یہ ملحوظ رہے کہ اس مجموعہ میں سوال کا جواب معتبر کتب فقہ حنفی کے موافق نہایت تشریح سے دیکھ کر وہ حدیث لکھی گئی ہے جس سے وہ مسئلہ نکالا گیا ہے، آپ جب حدیث پر نظر ڈالیں گے تو بغیر کسی کے سمجھائے سمجھ جائیں گے کہ جواب میں جو مسئلہ بتلایا گیا ہے وہ اسی حدیث سے نکلا ہے۔ بعض جگہ دو تین سوال قائم کر کے ان کے بعد تین چار حدیثیں یا صرف ایک حدیث ایسی لکھ دی ہے جس سے اُن سب کا جواب نکلتا ہے۔ بعض جگہ تقویت اور اعتبار کے لئے یا اور وجوہ سے مناسب سمجھ کر ایک ہی سوال کے جواب میں کئی کئی حدیثیں نقل کر دی گئی ہیں۔ حدیث کا صرف ترجمہ کر دیا گیا ہے، اور حتی الوسع واضح طور سے مطلب سمجھا دیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل عربی عبارت لکھنے سے اُردو خواں حضرات کو کوئی نفع نہ ہوتا اور کتاب زیادہ طویل ہو جاتی۔

ہر حدیث کے آخر میں اُن کتابوں کا نام لکھ دیا گیا ہے جن میں وہ حدیث موجود ہے کسی جگہ ایک ہی دو کتاب کے نام پر اکتفا کیا ہے اور بعض جگہ کسی مصلحت سے ان تمام کتابوں کا نام لکھ دیا گیا ہے، جن میں وہ حدیث مذکور ہوئی ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن پر نہ کسی کی مُہر کی ضرورت نہ دستخط کی حاجت کیونکہ خود خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد تصدیق کے لئے کافی ہے اور اُن مستند و معتبر مؤلفین کتب کا نام اعتبار کے لئے وافی۔ ایسی صاف اور سچی حدیث کو سُن لینے اور اس کے نیچے اس قدر معتبر کتابوں کا حوالہ موجود ہونے کے بعد کسی دیندار کو جرأت نہیں ہوسکتی کہ اس مسئلہ کی صحت میں شک لائے۔

اور اہلِ علم کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر کبھی اس رسالے کے ملاحظہ کی نوبت آئے تو یہ خیال فرمائیں کہ صرف عوام کے نفع کی نیت سے مرتب کیا گیا ہے جابجا الفاظ میں، ترتیب میں، تحریر و ترجمہ میں انھیں کی رعایت مدِ نظر رہی ہے تاہم کسی ایسی بات کا ارتکاب حتی الوسع نہیں کیا گیا جو بقاعدۂ ابجد میں قابلِ گرفت ہو۔ ترجمہ بالکل لفظی ہے، مگر بامحاورہ، توضیح، تشریح، تقیید جو کچھ کی گئی ہے، وہ روایاتِ مختلفہ کے لحاظ سے یا شروحِ احادیث (عینی، فتح الباری، نووی، مرقات، لمعات) وغیرہ کے اعتبار پر کی گئی ہے۔ جواب مسائل اکثر انھیں کتب سے ماخوذ ہیں یا فقہ کی کتب متداولہ (ہدایہ، درمختار، شامی وغیرہ) سے زیادہ اعتبار اور برکت کے لئے مناسب سمجھ کر ہر روایت کو صحابی راویِ حدیث کے نام سے شروع کیا گیا ہے

اور آخر میں مخرج حدیث یا کتاب کا نام لکھ دیا ہے۔ حدیثیں اگر بعض جگہ صحاحِ ستّہ کے سوا کسی دوسری کتاب کی بھی ہیں تو وہی ہیں جن پر علماء نے اعتبار فرمایا ہے اور کذب و وضع سے اُن کو بری سمجھا ہے اور صرف احادیثِ مرفوعہ ہی لی گئی ہیں۔ بعض مسائل کے جواب میں کئی کئی احادیث کو فضول نہ سمجھے، بلکہ غور و تأمل فرمایئے تاکہ غریب مؤلف نے جس مصلحت اور فائدہ کے لئے چند احادیث کو جمع کیا ہے۔ خیال میں آکر طبیعت محظوظ ہو جائے۔ تمام مسائل اور عام احادیث کو نہیں لیا۔ اِس کی گنجائش تو صدہا کتابوں میں بھی نہ ہوگی بلکہ وہی احادیث اور مسائل جمع کئے گئے ہیں جن میں بہت دلچسپی اور جدت ہے تاکہ مطالعہ کرنے والوں کا دل بھی نہ گھبرائے اور عام ترجمۂ احادیث دیکھنے سے جو غلط فہمی کا بڑا اندیشہ لگا رہتا ہے، حدیث کے ساتھ مسائلِ فقہ ہونے سے وہ بھی پاس نہ آئے۔ مفیدِ عام بنانے میں احقر نے کوتاہی نہیں کی، آیندہ نفع دینا اور قبول فرمانا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ بِیَدِهٖ الْخَیْرُ وَ اِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

فقیر سیّد اصغر حسین عفی عنہ

ایمان کی باتیں

(۱) خدا تعالےٰ پر صرف اگر کوئی شخص ایمان لاکر توحید کا قائل ہو جائے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور آپ کو نہ مانے، تو وہ بھی مسلمان سمجھا جائے گا یا نہیں ؟

جواب :- جب تک جناب سرور کائنات محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور آپ کی تمام باتوں کی تصدیق اور آپ کی محبّت دل میں نہ آجائے ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا

حدیث اوّل :- علی رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے (دل اور زبان سے) اقرار کرے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (یعنی محمد صلعم) خدا کا رسول ہوں مجھ کو برحق نبی کر کے بھیجا ہے اور موت (یعنی دُنیا کے فنا ہونے) پر اور موت کے بعد اُٹھنے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

حدیث دوم :- انس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے اُس کے

نزدیک زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

(۳) بندوں کے ذمہ خدا تعالےٰ کا کوئی حق ہے یا نہیں اور اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

جواب:- خدا تعالےٰ کے بہت سے حقوق بندوں پر واجب ہیں (مثلاً یہ کہ کسی امر میں اس کی نافرمانی نہ کریں) لیکن سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھیں۔

حدیث:- معاذ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندوں پر خدا تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ ٹھہرائیں۔ (بخاری و مسلم)

(۴):- بڑا گناہ کرنے سے آدمی کا ایمان جاتا رہتا ہے یا نہیں اور اُس کو کافر اور بے ایمان کہنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب:- اگرچہ خدا تعالےٰ کی نافرمانی اور معصیت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی نہایت ہی معیوب اور مذموم ہے لیکن بڑے بڑے گناہ سے بھی کوئی مسلمان ایمان سے باہر اور کافر نہیں ہوتا۔ پس اس کو کافر یا بے ایمان کہنا ہرگز جائز نہیں بلکہ گناہِ کبیرہ ہے اور سمجھو کہ جب کوئی شخص کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے تو اس کا وبال اور گناہ کہنے والے پر آپڑتا ہے۔

حدیث:- انس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں اصول ایمان میں داخل ہیں (اگر یہ نہ ہوں تو ایمان میں خلل آجائے

ایک یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والے سے اپنی زبان کو روکے (یعنی اس کی نسبت بُرے قول اور فعل سے باز رہے) کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہو اور کسی کام کی وجہ سے اسلام سے نہ نکالو۔ (ابوداؤد)

(۴) جو مسلمان گناہ اور معصیت کرتے کرتے بلا توبہ مر جاتے ہیں، کیا ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہیں گے؟

جواب:۔ جو شخص دنیا سے ایماندار مر گیا اور خاتمہ ایمان پر ہو گیا۔ وہ اگرچہ کیسا ہی گناہ گار ہو آخر کار جنّت میں جائے گا لیکن اپنے اعمال کی وہ سخت اور شدید سزا جس کا تحمل ایک لمحہ کے لئے بھی دشوار ہے۔ ہزاروں لاکھوں برس بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکالا جائے گا۔

حدیث اوّل:۔ عبادہ بن صامت رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص ایسی حالت میں مر جائیگا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر کامل یقین رکھتا ہے وہ جنّت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو گا۔ (مسلم)

حدیث دوم:۔ ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت اہلِ جنّت جنّت میں اور اہلِ دوزخ دوزخ میں چلے جائیں گے خدا تعالیٰ (فرشتوں سے) ارشاد فرمائے گا کہ جن لوگوں کے دل میں رائی کے دانہ کے

ملہ باقی دو امور جو یہاں مذکور نہیں وہ یہ ہیں کہ جہاد کا حکم قیامت تک جاری سمجھے اور تقدیر پر ایمان لائے ۱۲

برابر بھی ایمان ہو اُس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔ پس وہ لوگ ایسی حالت میں نکالے جائیں گے کہ جل کر سیاہ کوئلہ ہو گئے ہوں گے اور پھر نہرِ حیاۃ میں ڈال دیئے جائیں گے وہاں سے صحیح و سالم پاک و صاف ہو کر، ایسے نکلیں گے جیسے رَو کے کوڑے میں دانہ اُگتا ہے اور پھر جنّت میں داخل کر دیئے جائیں گے)۔ (مسلم شریف)

(۵) بعض دفعہ دل میں ایسے بیہودہ اور بُرے خیال آ جاتے ہیں کہ اگر وہ دل میں جم جائیں تو ایمان بالکل جاتا رہے ان کو زبان پر لانا بھی شاق معلوم ہوتا ہے اور دل ڈرتا ہے اس قسم کے خیالات دل میں آ کر گزر جانے سے ایمان میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اِس قسم کے خدشات اور وسوسوں سے جو صرف دل میں آ کر گزر جاتے ہیں ایمان میں کچھ نقصان نہیں آتا بلکہ اس سے تو ایمان کا پتہ لگتا ہے کہ شیطان نے اس کو مومن سمجھ کر اس کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اُس نے اُس کو نہایت مکروہ اور یہاں تک بُرا سمجھا کہ زبان پر لانے سے بھی حیا اور خوف کرتا ہے۔

حدیث اوّل:۔ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب ؐ کے چند اصحاب نے آپ ؐ سے سوال کیا کہ ہم لوگ بعض دفعہ اپنے دل میں ایسے خیالات پاتے ہیں کہ جن کو بیان کرنا بھی بہت ناگوار معلوم ہوتا ہے (یعنی کہنے کے قابل ہی نہیں) آپ ؐ نے فرمایا کہ کیا واقعی تم لوگ ایسے خیالات پاتے ہو؟ عرض کیا کہ بے شک پاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو صریح اور صاف ایمان کی علامت ہے۔ (مسلم و ابوداؤد)

حدیث دوم:۔ ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ

تعالےٰ میری امّت کے لئے وہ خطرات (اور وسوسے) سے جو دل میں گزر جاتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں جب تک کہ ان پر کاربند نہ ہوں اور زبان سے نہ کہیں۔ (مسلم و بخاری)

(۶) بعض دفعہ عمل اور عبادت کیا تو جاتا ہے خاص اللہ تعالےٰ کے لئے۔ لیکن اگر کوئی اس حالت میں اتفاقیہ دیکھ پاتا ہے یا کسی طرح لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے تو آدمی کا دل اندر سے خوش ہوتا ہے اس کو بھی رِیا شرکِ اصغر (یعنی پوشیدہ اور چھوٹا شرک) سمجھا جائے گا یا کچھ دوسرا حکم ہے۔

جواب:۔ یہ رِیا نہیں اور نہ اِس میں کچھ گناہ ہے بلکہ دو چند اجر ملتا ہے بشرطیکہ نیت خالص ہو۔ اگر عمداً کسی ایسے موقعہ پر عبادت کی کہ کوئی دیکھ لے یا ایسی تدبیر نکالی کہ وہ عملِ خیر لوگوں میں شہرت پا جائے تو یہ صاف رِیا ہو گا جس کو حدیث میں شرکِ اصغر فرمایا گیا ہے۔

حدیث:۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں بعض دفعہ عمل (خالص نیت سے) کرتا ہوں اور کسی طرح لوگوں کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے تو میرے دل کو یہ بات بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو دو اجر ملیں گے ایک ظاہر کا ثواب ایک پوشیدہ عمل کا۔ (ابن ماجہ و ترمذی)

(۷) سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟

جواب:۔ بلا استحقاق کسی کو قتل کرنا، جھوٹی گواہی دینا، ماں باپ کو ستانا، جہاد میں سے بھاگ جانا، سُود کھانا، یتیم کا مال کھانا، کسی کو جھوٹی تہمت لگانا،

زنا کرنا، بہت بڑے گناہ ہیں اور سب سے بڑا گناہ خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

حدیث:۔ انس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے (اس کے بعد) کسی کو قتل کرنا (اس کے بعد) ماں باپ کو ستانا (اس کے بعد) جھوٹی گواہی دینا۔ (بخاری شریف)

(۸) سُنا ہے کہ آخر زمانے میں علم اُٹھا لیا جائے گا، یہ صحیح ہے کہ نہیں اور علم کس طرح اُٹھے گا؟

جواب:۔ یہ صحیح ہے کہ قرب قیامت میں علم اُٹھ جائے گا اور اُس کی یہی صورت ہے کہ رفتہ رفتہ علماء مرتے چلے جائیں گے نہ علم رہے گا نہ کوئی علم والا۔ چنانچہ علماءِ حق کا اُٹھنا عرصہ سے شروع ہو گیا ہے۔

حدیث:۔ عمرو بن العاص رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ علم کو اس طرح نہیں اُٹھائے گا کہ اس کو (لوگوں کے دلوں سے) نکال لے، بلکہ علماء کو موت دے کر علم کو اُٹھا لے گا۔ (رفتہ رفتہ) جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔ ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے وہ بتلا کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (ترمذی شریف)

وضو اور غسل طہارت ونجاست

(۹) اگر کسی وقت پانی کی قلت کی وجہ سے یا کسی ضرورت سے وضو کے تمام اعضا

کو صرف ایک مرتبہ دھولے تو وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب:- صرف ایک ایک مرتبہ دھونے سے بھی وضو پورا ہو جائے گا کیونکہ فرض صرف اسی قدر ہے۔ تین مرتبہ دھونا مسنون ہے۔ البتہ اگر بلا ضرورت خلافِ سنّت کرے گا تو بُرائی اور کراہت ضرور رہے گی۔

حدیث اوّل:- ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مرتبہ وضو فرمایا ہے یعنی ہر عضو کو صرف ایک مرتبہ دھو کر بھی وضو کیا ہے۔ (بخاری۔ ابوداؤد۔ نسائی)

حدیث دوم:- جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مرتبہ (اعضا کو دھو کر) بھی وضو فرمایا ہے اور دو دو مرتبہ بھی اور تین تین مرتبہ بھی (غرض ہر ایک طور سے حسب موقعہ و مصلحت آپ نے ہر طرح سے وضو فرمایا ہے۔)

(ترمذی۔ طبرانی از معاذؓ)

(۱۰) وضو کے بعد کپڑے سے اعضا کو خشک کر لینا جائز ہے یا مکروہ اور وضو کے بعد اپنے دامن سے اعضا کو خشک کر لینا کیسا ہے؟

جواب:- وضو اور غسل کے بعد رومال وغیرہ سے بدن خشک کر لینا بموجب قولِ صحیح و قوی جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ خشک کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ کرے بلکہ ایسی طرح خشک کرے کہ کچھ اثر باقی بھی رہ جائے۔ اگر اتفاقیہ کبھی دامن سے خشک کر ڈالے تو جائز ہے لیکن ہمیشہ اس کی عادت کر لینے کو بزرگوں نے منحوس فرمایا ہے۔

حدیث اوّل:- عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

لئے ایک کپڑا تھا جس سے آپ وضو کے بعد اعضا خشک فرما لیتے تھے۔ (ترمذی)

حدیث دوم:۔ سلمان فارسی رضؓ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اُن کا جُبّہ جو آپ پہنے ہوئے تھے (اس کا دامن) اُلٹ کر چہرۂ مبارک کو خشک فرما لیا۔ (ابن ماجہ)

(۱۱) اگر کوئی چیز کھانے کے بعد مُنہ بالکل صاف ہو گیا، کوئی ذرّہ اور دانہ باقی نہیں رہا۔ ایسی حالت میں اگر کُلّی نہ کرے اور نماز پڑھ لے تو مکرہ ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب لعابِ دہن سے مُنہ صاف ہو گیا تو بِلا کُلّی کئے نماز پڑھ لینا بلاکراہتہ صحیح و درست ہے البتہ کھانے کے ذرّے اور دانے مُنہ میں لئے ہوئے جن سے کھانے کا ذائقہ زبان پر آتا رہے، نماز پڑھنے میں کراہتہ ہے اور فرشتوں کو اُس کی یہ حالت نہایت ناپسند ہے۔

حدیث اوّل:۔ اَنسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دُودھ نوش فرمایا اور کُلّی اور وضو نہیں کیا (ویسے ہی) نماز پڑھ لی۔ (ابوداؤد)

حدیث دوم:۔ ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کپڑے پہن کر (یعنی چادر اور عمامہ وغیرہ سے مزیّن ہو کر) نماز کے لئے تشریف لائے تھے کہ روٹی اور گوشت کا ہدیہ لایا گیا (یعنی کوئی صحابی لے آئے) آپؐ نے تین لقمے تناول فرمائے اور پھر لوگوں کو نماز پڑھا دی۔ پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔ (یعنی کُلّی اور وضو نہیں فرمایا)۔ (مسلم شریف)

(۱۲) اگر کسی وقت پیٹ میں قراقر ہو کر شبہ ہو جائے کہ ریح نکل کر وضو ٹوٹا ہے یا نہیں تو ایسی حالت میں کہ جب دل کو خلجان ہو رہا ہے کسی طرف یقین نہیں، نماز پڑھنا جائز اور صحیح ہو گا یا نہیں؟

جواب:۔ اس قسم کے شک سے وضو ہرگز نہیں جاتا جب تک کہ ریح نکلنے کا یقین نہ ہو جائے، آواز سن لے یا بدبو آجائے۔ غرض کسی طرح یقین ہو جائے جب تک شک رہتا ہے وضو نہیں جاتا، نماز درست و صحیح ہو جاتی ہے۔

حدیث:۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے پیٹ میں (گڑبڑ اور قراقر) پائے تو جب تک آواز نہ سن لے یا ریح نکلنا معلوم نہ ہو جائے (وضو کے لئے مسجد سے نہ نکلے) یعنی وضو باقی ہے ٹوٹا نہیں۔ (بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد)

(۱۳) بعض نئی روشنی کے لوگ کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا چاہیے، کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آپ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ عادت شریفہ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی تھی اور اسی طرح ہم لوگوں کو چاہیے اس لئے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی آپنے ممانعت فرمائی ہے اور کھڑے ہونے میں کپڑے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہے حالانکہ اس سے بچنے کی خاص تاکید و تہدید حدیث شریف میں وارد ہے، اور فرمایا ہے کہ قبر کا عذاب اکثر پیشاب کی پروانہ کرنے اور اس سے نہ بچنے کی وجہ سے

ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلافِ طریقہ و عادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس سے بچنا چاہئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک دفعہ بوجہ عذر کے ایسا کیا ہے۔ آپ تشریف لئے جاتے تھے، ایک اونچی جگہ تھی جس پر لوگ مکان نو کا کوڑا وغیرہ لاکر ڈال دیا کرتے تھے وہاں بیٹھنے میں گر جانے کا اندیشہ تھا نیز وہ جگہ ناپاک اور گیلی تھی، کپڑے آلودہ ہونے کا بھی خوف تھا اور آپ کی کمر میں درد تھا جس کے لئے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا عرب میں سَرِیعُ الْاَثَر علاج سمجھا جاتا تھا۔ اِن وجوہ سے آپ کھڑے ہو گئے تھے ورنہ عادت و طریقہ یہ نہ تھا۔ اَب بھی اگر کسی کو کوئی واقعی عذر ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہو گا۔

حدیث اوّل :- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص تم سے کہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کی تصدیق نہ کرنا (یعنی کبھی اعتبار نہ کرنا) آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ (نسائی۔ ترمذی۔ احمد۔ ابن ماجہ)

حدیث دوم :- عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ تو فرمایا کہ اے عمر رضؓ! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو (عمر رضؓ کہتے ہیں کہ) اُس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۴) جو جانور مر گیا ہو اُس کا چمڑہ پاک ہو گا یا ناپاک اور اُس کو استعمال کرنا چاہیں تو کس طرح کریں؟

جواب :- سوائے خنزیر کے ہر ایک جانور کا چمڑا دَباغت دینے (یعنی پکا کر رنگ

لینے) سے بالکل پاک ہو جاتا ہے، اب اس میں پانی پینا، اس کو پہن کر یا اس کے اوپر نماز پڑھنا اور ہر طرح سے استعمال کرنا جائز ہے، خواہ وہ جانور ذبح کیا گیا ہو یا ویسے ہی مر گیا ہو۔

حدیث اوّل:- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مُردار کے چمڑے کے پاک ہونے کو دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اُس کی دباغت اُس کی پاکی ہے (یعنی دباغت دینے سے بالکل پاک ہو جاتا ہے) (بخاری و مسلم ونسائی و ابوداؤد)

حدیث دوم:- ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ میمونہ رضؓ کی لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں مل گئی تھی، وہ مر گئی اور راستہ میں پھینک دی گئی۔ وہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گزرے تو فرمایا کہ تم نے اِس کا چمڑا نکال کر دباغت دے کر کام میں کیوں نہ لگالیا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ یہ تو مُردار تھی (یعنی مر گئی تھی ذبح نہیں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا کہ اس کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے، چمڑے سے نفع اُٹھانا حرام نہیں جائز ہے۔ (بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و ترمذی مختصراً)

حدیث سوم:- انس رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا (تو پانی حاضر کرکے) عرض کیا گیا کہ یہ پانی مُردار جانور کے چمڑے میں رکھا ہوا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس چمڑے کو تم لوگوں نے دباغت دیا تھا یا نہیں؟ عرض کیا گیا کہ بیشک دباغت دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ بس اب لاؤ کیونکہ یہ پانی پاک ہے۔ (طبرانی فی الاوسط)

(۱۵) سنا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سب لوگ مکان سے وضو کر کے آتے تھے۔ پس آج کل جو مسجد کے متعلق وضو وغیرہ کا سامان اور غسل خانہ بناتے ہیں یہ جائز ہوا یا بدعت؟

جواب:۔ بے شک اُس وقت میں مسجد کے متعلق ان چیزوں کا سامان نہ تھا اس لئے سب کو وضو سے آنا پڑتا تھا اور آج کل بھی جو شخص باوضو ہو کر مکان سے چلے اس کو زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے لیکن مسجد کے لئے وضو اور غسل وغیرہ کا سامان بنا دینا بھی نہایت موجبِ ثواب اور مسنون و مستحب ہے۔

حدیث:۔ واثلہ ابن الاسقع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچوں اور مجنون لوگوں سے اور خرید و فروخت اور شور مچانے سے اور حد[1] جاری کرنے اور باہم قتل مقاتلہ کرنے سے مسجدوں کو بچاؤ اور ان کے دروازوں پر غسل خانہ (اور وضو) کی جگہ بناؤ اور خوشبو جلا کر جمعوں میں مسجدوں کو دھونی دو۔ (ابن ماجہ)

(۱۶) اگر شب کو کسی وجہ سے غسل کی حاجت ہوئی اور اسی وقت غسل کرنے میں دقت ہے یا دل نہیں چاہتا، پس بلا غسل سو رہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بہتر تو یہ ہے کہ غسل کرے لیکن اگر غسل نہ کرے تو استنجا اور وضو کر کے سو رہے، یہ طریقہ مسنون اور پسندیدہ ہے۔

---

[1] یعنی شرعی سزائیں دینا، مثلاً ہاتھ کاٹنا چوری میں یا زنا اور شراب نوشی میں کوڑے وغیرہ مارنا۔ ۱۲

حدیث :- ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد عمرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو درمیان شب میں غسل کی ضرورت ہو جاتی ہے (اور اس وقت غسل کرنا مشکل ہے)، آپ نے فرمایا اپنی شرمگاہ کو دھولیا کرو اور وضو کرلیا کرو، پھر سو رہا کرو۔ (بخاری۔ ابوداؤد۔ مسلم۔ ابن ماجہ۔ ترمذی)

(۱۷) غسل سے فراغت کرلینے کے بعد بعض لوگ وضو کرلیتے ہیں یہ ضروری ہے یا نہیں؟

جواب :- بالکل ضروری نہیں بلکہ ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ غسل کے شروع میں وضو کرلینا مسنون ہے وہی کافی ہے اور اگر کسی نے غلطی سے غسل کی ابتدا میں وضو نہ کیا بلکہ بلا وضو ہی تمام بدن پر پانی ڈال کر غسل کرلیا تب بھی غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں، جب تمام بدن پانی ڈالنے سے تر ہو گیا اسی میں وضو بھی ہو گیا، اگرچہ خلافِ سنّت ہوا۔ (ابوداؤد)

حدیث :- عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

نماز اور اُس کے متعلقات

(۱۸) اذان کے بعد کتنی دیر میں جماعت کرنی چاہیئے، اس کی کوئی مقدار مسنون یا مستحب ہے یا نہیں؟

جواب :- مغرب کی نماز کے سوا چار وقت کی نمازوں میں اذان و تکبیر (یعنی اقامۃ)

میں اتنا فاصلہ مسنون و مستحب ہے کہ کھانا کھانے والا کھا پی کر فراغت کرے اور قضاءِ حاجت کرنے والا اپنی ضرورت رفع کر چکے۔

حدیث :- حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو فرمایا کہ اذان ٹھہر ٹھہر کر کہا کرو اور اقامت (یعنی تکبیر) جلد جلد کہا کرو، اور اذان و اقامت میں اتنا فاصلہ کرو کہ کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور قضاءِ حاجت والا اپنی ضرورت سے فراغت پا جائے اور جب تک مجھ کو نہ دیکھ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔[1] (ترمذی شریف)

(۱۹) جس سورت کو اول رکعت میں پڑھا ہے اگر اسی کو دوسری رکعت میں پڑھے تو نماز میں کچھ نقصان آتا ہے یا صحیح و درست ہو جاتی ہے۔

جواب :- فرض نماز میں عمداً ایسا کرنے سے کسی قدر کراہت آجاتی ہے۔ اگر بھول کر ایسا ہو گیا یا ایک سورت کے سوا دوسری یاد نہیں تو مکرر وہی سورت پڑھنا مکروہ نہیں۔ نفل نماز میں عمداً ایسا کرنا بھی مکروہ نہیں۔

حدیث :- معاذ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ قبیلۂ جہینہ کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز میں دونوں رکعتوں میں سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھتے ہوئے سُنا ہے۔ معلوم نہیں آپ بھول گئے تھے یا

---

[1] نمازِ جماعت کے لئے آپ کے انتظار میں پہلے سے کھڑے ہو جاتے تھے آپنے فرمایا کہ جب تک مجھ کو حجرے سے نکلتا ہوا نہ دیکھ لو نماز کے لئے کھڑے نہ ہوا کرو۔ ۱۲ منہ

عمداً ایسا کیا تھا؟[1] (ابوداؤد شریف)

(۲۰) سجدے میں جانے کے وقت اوّل ہاتھ زمین پر رکھے یا زانو، اور اُٹھنے کے وقت کس کو پہلے اُٹھائے؟

جواب:۔ پہلے زانو رکھے اُس کے بعد ہاتھ اور اُٹھنے کے وقت اوّل ہاتھ اُٹھائے پھر زانو۔

حدیث:۔ وائل بن حُجر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں سے پہلے زانو زمین پر رکھتے اور جب اُٹھتے تو ہاتھوں کو زانو سے پہلے اُٹھاتے۔ (ترمذی و نسائیؔ و ابوداؤد)

(۲۱) جیسے مرد کو فرض نماز باجماعت پڑھنے سے پچیس ۲۵ یا ستائیس ۲۷ نماز کا ثواب حاصل ہوتا ہے، عورتوں کے لئے بھی یہی ہے یا کچھ کم؟

جواب:۔ عورتوں کے لئے بالکل اس کے برعکس معاملہ ہے۔ ان کو جماعت سے نماز پڑھنے میں جس قدر ثواب ملتا ہے علیحدہ اور تنہا پڑھنے میں اس کا پچیس ۲۵ گونہ ثواب دیا جاتا ہے وہ جہاں تک تنہائی اور مکان کے گوشہ میں نماز پڑھیں زیادہ اجر ہوگا۔ یہاں تک کہ مکان کے صحن میں نماز ادا کرنے سے اتنا ثواب اور فضیلت نہ ہوگی جس قدر مکان کے دالان اور کوٹھے میں حاصل ہوتی ہے اور اگر دالان کے بھی کونے اور گوشے میں گھس کر پڑھیں تو اور بھی زیادہ اجر اور فضیلت پائیں۔

---

[1] ظاہر یہ ہے کہ آپ نے عمداً ایسا کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ نماز اِس طرح بھی صحیح ہوتی ہے۔ ۱۲

حدیث اوّل :- عورت جس نماز کو تنہا پڑھے بہ نسبت جماعت میں پڑھنے کے اس (بلا جماعت پڑھی ہوئی) نماز کی فضیلت پچیس[۲۵] درجہ زیادہ ہے۔ (مسند الفردوس للدیلمی)

حدیث دوم :- ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کی نماز مکان کے اندر (یعنی دالان وغیرہ میں) بہتر ہے بہ نسبت صحن میں پڑھنے کے اور اس کی نماز مکان کے گوشے میں بہتر ہے بہ نسبت مکان (یعنی دالان وغیرہ) کے (مطلب یہ ہے کہ جس قدر اندر اور پردے میں ہوتی جائے ثواب بڑھتا جائیگا۔ (ابوداؤد)

(۲۲) فقہ کی کتابوں میں نابینا کی امامت کو مکروہ لکھا ہے۔ یہ کراہتہ ہر ایک نابینا کی امامت میں ہوگی یا بعض میں ؟

جواب :- کراہتہ کی وجہ یہ ہے کہ اکثر نابینا لوگوں سے پاکی ناپاکی میں پوری تمیز اور احتیاط نہیں ہو سکتی۔ پس جو نابینا پورا احتیاط رکھنے والا اور پاک صاف ہو اُس کی امامت مکروہ نہ ہوگی اور اگر عالم اور پرہیزگار بھی ہو تو اس کی امامت اَولیٰ اور افضل ہوگی، اگرچہ نابینا ہو۔

حدیث اوّل :- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ تبوک[۱] میں تشریف لے جانے کے وقت) عبد اللہ بن امِّ مکتوم (نابینا) کو مدینہ میں نماز پڑھانے کے لئے اپنا قائم مقام بنا دیا تھا۔ (طبرانی فی الکبیر و ابو یعلےٰ و ابوداؤد، از انسؓ)

---

[۱] تبوک ایک مقام کا نام ہے ملک شام میں، مدینہ منورہ سے چودہ[۱۴] منزل پر جب (باقی صفحہ ۲۶)

حدیث دوم:۔ عبداللہ بن عمیرؓ جو بنی حطمہ کے امام تھے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں بنی حطمہ کا امام تھا حالانکہ میں نابینا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں بھی گیا تھا حالانکہ نابینا تھا۔ (طبرانی فی الکبیر)

(۲۳): امام نے اِس ارادہ سے نماز شروع کی کہ بہت بڑی سورت پڑھ کر نہایت اطمینان سے نماز ادا کروں گا، نماز کی حالت میں کوئی سخت ضرورت پیش آگئی مثلاً بڑے زور سے بارش آگئی یا جس گاڑی میں مسافروں کو سوار ہونا ہے اس کے آنے کی آواز آگئی تو نماز کو مختصر کر دینا یا شروع کی ہوئی سورت کو درمیان میں چھوڑ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اِس قسم کی ضرورتوں میں جائز بلکہ مسنون یہی ہے کہ قرأت کو کم کرے اور نماز کو جلد ختم کر دے ورنہ خود اس کا اور مقتدیوں کا دل نماز میں نہ رہے گا نماز پڑھنا گراں ہو جائے گا بلکہ بعض کو نماز چھوڑ کر بھاگنے کی نوبت آئے گی۔

حدیث:۔ ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز کو دراز پڑھنے کے ارادہ سے شروع کرتا ہوں (اور نماز کے درمیان میں) بچّہ کے رونے کی آواز سُن لیتا ہوں تو چونکہ مجھ کو اُس کی ماں کے دل کی پریشانی کا خیال ہوتا ہے لہٰذا نماز کو مختصر کر دیتا ہوں (کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ فتنہ میں

(بقیہ صفحہ ۲۵ گزشتہ) ۹ھ میں آپ وہاں تشریف لے گئے تھے چونکہ نہایت گرمی اور سفر بعید تھا اور سامان کچھ نہ تھا اِس لئے اُس کو "غزوہ عُسرۃ" اور "جیش العُسرۃ" بھی کہتے ہیں۔ ۱۲

پڑجائے یعنی صبر نہ کر سکے اور نماز کو چھوڑ دے۔ (بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد)

(۲۴) اگر نماز پڑھاتے ہوئے امام کی آواز رُک جائے یا کھانسی وغیرہ کوئی عذر پیش آجائے یا قرآن شریف بھول جائے اور یاد نہ آئے تو شروع کی ہوئی سُورت کو درمیان میں چھوڑ کر رکوع کر دینا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- اگر بقدر تین آیت اَلحمد کے بعد پڑھ چکا ہے تو اس قسم کے عذر میں مناسب یہی ہے کہ درمیان میں چھوڑ کر رکوع کر دے۔

حدیث :- عبداللہ بن سائب رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۃ مومنون پڑھنی شروع فرمائی۔ پڑھتے پڑھتے جب موسیٰ اور ہارون علیہما السّلام (یا عیسیٰ) علیہ السلام کے ذکر پر پہنچے تو آپ کو کھانسی آگئی، آپنے (وہیں) رکوع کر دیا۔ (بخاری شریف)

(۲۵) فجر کے وقت جب جماعت کی نماز شروع ہو گئی ہو، سُنّتیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر جماعت جاتی رہنے کے خوف سے ان سُنّتوں کو چھوڑ دیا۔ تو کس وقت ادا کرے ؟

جواب :- چار وقت میں تو نماز فرض جماعت سے شروع ہو جانے کے بعد کسی نفل یا سنّت کو شروع کرنا نہ چاہیئے بلکہ جماعت میں شریک ہو جانا لازم ہے۔ صرف صبح کی سُنّتوں میں اس قدر جائز ہے کہ اگر امام بڑی بڑی سورتیں پڑھتا ہے اور اس شخص کو امید ہے کہ سنّت پڑھنے کے بعد بھی بالکل جماعت

نہ چھوٹے گی بلکہ دوسری رکعت مِل جائے گی، تو مسجد کے کسی گوشے میں امام سے دُور یا مسجد کے آس پاس (جیسے وضو کی جگہ یا حجرہ وغیرہ) سُنّت پڑھ سکتا ہے لیکن امام کے متصل جماعت کے برابر پڑھنا سخت مکروہ ہے، اور اسی طرح جماعت کے پیچھے قریب کھڑے ہو کر بھی نہ پڑھنا چاہیئے۔ اور اگر جماعت بالکل چھوٹ جانے کا خوف ہو تو سُنّت نہ پڑھے جماعت میں شریک ہو جائے اور آفتاب نکلنے کے بعد سُنّت کو قضا پڑھ لے۔ اگر کسی کام یا ضرورت کی وجہ سے آفتاب نکلنے تک انتظار نہیں کر سکتا تو اپنے کام میں لگ جائے۔ جب آفتاب بلند ہو جائے تو دو رکعت پڑھ لے۔ اور اگر موقعہ ہی نہ مِلا یا بھول گیا، تب بھی گنہگار نہ ہو گا۔ لیکن سر سے بار ٹالنے کے لئے فرض کے بعد فوراً ہی اس کو پڑھ لینا اور طلوعِ آفتاب کا انتظار نہ کرنا سخت مکروہ ہے اِس سے تو نہ پڑھنا بہتر ہے۔

حدیث اوّل:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب جماعت شروع ہو جائے تو فرض نماز کے سوا کسی نماز کو نہ پڑھنا چاہیئے لیکن فجر کی سُنتیں پڑھ سکتا ہے۔ (بیہقی)

حدیث دوم:۔ ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کی سُنّتیں نہ پڑھی ہوں اس کو چاہیئے کہ آفتاب طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

(۲۶) بعض مولویوں سے سُنا ہے کہ فجر کے سنّت اور فرض نماز کے درمیان کلام کرنا بالکل جائز نہیں یہاں تک کہ جو لوگ سنّت پڑھ کر فرض کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہوں آنے والے کو اُن سے سلام کرنا بھی نہ چاہیئے۔

جواب :- اتنی بات درست ہے کہ فرض و سنّت کے درمیان بے ہودہ کلام اور اِدھر اُدھر کے جھگڑے چھیڑنا بہت بڑا اور ممنوع ہے خصوصاً صبح کے وقت جو ایک نہایت متبرک اور ذکر اللہ کے قابل وقت ہے۔ لیکن ضروری گفتگو اور کلامِ خیر اور دین کی باتیں فجر کی سنّتیں پڑھنے کے بعد بھی جائز ہیں اور ایسے وقت میں السّلام علیکم کو منع کرنا تو بالکل جہالت ہے۔ سلام بھی تو خدا کا ذکر ہے اُس کو ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے۔

حدیث اوّل :- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنّتیں پڑھ لیتے تو اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرنے لگتے ورنہ (خاموش) لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ کو نمازِ فرض کے لئے اطلاع کی جاتی (بلال رضؓ کی عادت تھی کہ جب جماعت وتکبیر کا وقت ہو جاتا تو آکر آپ کو اطلاع کردیتے تھے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و موطأ مالک)

حدیث دوم :- سہل بن حنظلہ رضؓ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے اور دو رکعت (سنّتِ فجر) پڑھ کر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سوار کا کچھ پتہ نشان پایا (یعنی مسلمانوں کا

محافظ سوار جو گھاٹی پر حفاظت کرنے رات بھر کے لئے گیا تھا واپس آیا کہ نہیں) سب نے عرض کیا کہ کچھ پتہ نشان نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نماز (فرض) کے لئے تکبیر کہی گئی (یہ ایک بہت طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں حالتِ سفر کے ایک واقعہ کو بیان کیا ہے) (ابوداؤد)

(۲۷) نمازِ ظہر سے پہلے چار سنتیں اگر جماعت کی عجلت میں چھوٹ جائیں تو فرض کے بعد اوّل ان کو قضا کرے یا ظہر کے بعد کی معمولی ۲ دو رکعتوں کو مقدم کرے؟

جواب:۔ جائز تو دونوں صورتیں ہیں خواہ اِن کو اوّل پڑھے یا اُن کو، لیکن اس امر میں علماء میں اختلاف ہے کہ بہتر کونسی بات ہے۔ زیادہ راجح اور قوی قول یہ ہے کہ معمولی ۲ دو رکعت کو مقدم کرے اور چار کو اس کے بعد قضا کرے۔

حدیث:۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ظہر سے پہلے چھوٹ جاتی تھیں تو آپؐ ان کو ظہر کے بعد کی ۲ دو سنتوں سے پیچھے ادا فرما لیتے تھے۔ (ابن ماجہ)

(۲۸) فرض پڑھنے کے بعد اکثر لوگ اپنی جگہ سے ہٹ کر سنّت و نفل پڑھتے ہیں، یہ کوئی شرعی حکم ہے یا لوگوں کا ایجاد ہے؟

جواب:۔ یہ حکم سرورِ کائنات علیہ السلام کا ہے کہ جس جگہ فرض پڑھا ہے وہاں سے کسی قدر اِدھر اُدھر ہو کر سنّت و نفل پڑھے، اسی جگہ نہ پڑھے البتہ اگر فرض کے بعد کچھ کلام کر لیا ہے تب جگہ بدلنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سنّت و فرض میں جو

فصل و فرق جگہ بدل کر کرانا مقصود تھا وہی فصل کلام و گفتگو سے بھی حاصل ہو گیا۔

حدیث اوّل :۔ ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب (فرض کے بعد سنّت و نَفْل) نماز پڑھنے لگو، تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں کو ہٹ جاؤ۔ (ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

حدیث دوم :۔ علی رضؓ نے فرمایا ہے کہ مسنون یہ ہے کہ امام نفل و سنّت نہ پڑھے جب تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے۔ (ابن ابی شیبہ و ابو داؤد، از مغیرہ منقطعاً)۔

(۲۹) نماز پڑھنے والے کے سامنے اگر کوئی شخص چارپائی یا زمین پر لیٹا رہے تو لیٹنے والے کو کچھ گناہ ہو گا یا نہیں اور نمازی کی نماز میں خلل آئے گا یا نہیں ؟

جواب :۔ نہ تو لیٹنے والے کو کچھ معصیت ہوتی ہے اور نہ نماز میں کچھ نقصان آتا ہے۔ اس طرح لیٹنا بلا مضائقہ جائز ہے۔

حدیث اوّل :۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم رات کو (تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے اور دیوار قبلہ کے درمیان میں ایسی طرح سامنے لیٹی رہتی تھی، جیسے جنازہ سامنے رکھا جاتا ہے۔ پس جب آپ وتر[1] پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھ کو بھی جگا دیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

(بخاری و مسلم و ابو داؤد و موطّا و نسائی)

[1] حضور صلے اللہ علیہ وسلم آخر شب میں وتر پڑھا کرتے تھے اور یہی مسنون ہے لیکن جس کو جاگنے پر بھروسہ نہ ہو اس کو اوّل شب میں پڑھ لینا بہتر ہے۔ ۱۲

حدیث دوم :- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (رات کو تہجّد کی) نماز پڑھتے رہتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان میں چارپائی پر لیٹی رہتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

(۳۰) نمازی کے سامنے سے اگر کوئی شخص نکل جائے تو نمازی کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔ اور اگر نماز پڑھنے والا گزرنے والے کو اشارہ وغیرہ سے خود ہی روک دے تو نماز میں اشارے سے کچھ نقصان آئے گا یا نہیں؟

جواب :- کسی کے سامنے سے گزر جانے سے نماز نہیں فاسد ہوتی، صرف گزرنے والے کو بہت سخت گناہ ہوتا ہے، اگر عمداً گزرا ہو۔ نماز پڑھنے والے کے لئے اجازت ہے کہ وہ صرف اشارے سے یا صرف تسبیح سے (یعنی سبحان اللہ کہہ کر) گزرنے والے کو روک دے۔ لیکن یہ روکنا کوئی ضروری اور لازمی نہیں بلکہ اگر روکنا چاہے تو اجازت و رخصت ہے۔

حدیث :- ابو سعید خُدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (سامنے سے گزر جانے سے) کوئی چیز نماز کو نہیں کھوتی، البتہ حسب مقدور گزرنے والے کو روک دینا چاہیئے (یعنی سُبحان اللہ کہہ کر یا اشارے سے) کیوں کہ گزرنے والا شیطان ہے (یعنی شیطان کی طرح نمازی کے خیال کو منتشر کرنا اور خیال اور توجہ اِلَی اللہ کو ہٹانا چاہتا ہے)۔ (صحیحینؔ و موطّا امام مالک و نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ)

(۳۱) مصلّے اور جانماز پر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے یا کسی قسم کی برائی ہے؟

جواب:۔ اگرچہ بہت زیادہ تواضع زمین پر نماز پڑھنے میں ہے لیکن جانماز وغیرہ پر بھی بلا کراہت و مذمت صحیح و درست ہے، خواہ وہ جانماز کپڑے کی قسم سے ہو یا کسی گھاس سے بنی ہو۔

حدیث اوّل:۔ انس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خمرہ[۱] (یعنی چھوٹے مصلّے) پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (طبرانی فی الکبیر والاوسط)

حدیث دوم:۔ میمونہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے تھے اور میں آپ کے برابر لیٹی رہتی تھی، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی، اور اکثر آپ کا کپڑا (یعنی دامن یا پلّہ اسی نماز کی حالت میں) مجھ پر گر جاتا تھا اور آپ خمرہ (یعنی چھوٹے مصلّے) پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

(ابوداؤد و بخاری و طبرانی، بروایت انس رضؓ)

حدیث سوم:۔ مغیرہ بن شعبہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم بوریئے اور دباغت دیئے ہوئے پوستین پر نماز پڑھ لیتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۳۲) اگر کسی شخص کی کوئی معمولی عبادات اور وظیفہ اتفاقیہ رات کو قضا ہو جائے تو اس کی کوئی ایسی تدبیر ہو سکتی ہے کہ عند اللہ قضا نہ شمار ہو بلکہ

---

[۱] گھاس یا درخت کی پتلی شاخوں سے بوریا بُن کر اس کو دھاگے سے باندھتے ہیں اس کو "خمرہ" کہتے ہیں۔ ۱۲

ادا ہو جائے؟

جواب :- اس کی نہایت عمدہ تدبیر یہ ہے کہ اگلے روز دوپہر سے پہلے پہلے اس عبادت اور وظیفہ کو پورا کرے۔ وہ بالکل ایسا ہی اثر اور ثواب رکھے گا جیساکہ وقت پر ادا ہونے میں ہوتا ہے۔

حدیث :- حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رات کو اپنا پورا وظیفہ یا کسی قدر پڑھنے سے پہلے جس شخص کی آنکھ لگ جائے اگر وہ اس کو (اگلے روز) فجر اور ظہر کی نماز کے وقت کے درمیان میں پڑھ لے تو اس کا ویسا ہی ثواب لکھا جاتا ہے کہ گویا اس نے رات ہی کو پڑھا ہے۔

(موطأ و ترمذی و نسائی و ابوداؤد)

(۳۳) زوجہ اپنے خاوند سے پوچھے کہ، آج دیر کر کے کیوں باہر سے آئے ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- جائز ہے بشرطیکہ تہذیب سے سیدھی طرح پوچھے۔ یہ نہیں کہ اس کے پیچھے پڑ جائے۔ آج کہاں مرگیا تھا کیا ہوگیا تھا۔

(۳۴) عشاء کی نماز کے بعد قرآن شریف سُننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- قرآن مجید ذکرِ الٰہی، وعظ و درس وغیرہ نیک باتیں عشاء کے بعد جائز ہیں، لیکن دنیا کے جھگڑے اور باتیں اور قصہ کہانی عشاء کے بعد جائز نہیں، بہت مکروہ ہے۔

(۳۵) عورت کو نامحرم مرد سے قرآن شریف سننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ پڑھنے اور سُننے والے دونوں نیک ہوں، اور فتنہ اور فساد کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔

حدیث[1]:۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ ایک روز عشا کے بعد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکان پر آنے میں دیر ہوئی، میں انتظار کرتی رہی۔ جب آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ آج کہاں دیر لگی؟ آپ نے فرمایا کہ ایک ایسے خوش آواز کا قرآن شریف سننے لگا تھا جس کی مانند خوش آواز اور عمدگی سے پڑھنے والا نہیں سُنا (عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ) پھر ہم دونوں اُٹھ کر ایسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں پر اُن کی آواز سُنائی دیتی تھی۔ تھوڑی دیر میں آپ نے فرمایا کہ یہ شخص سالم رضؓ ہے ابو حذیفہ رضؓ کا مولیٰ (یعنی آزاد کردہ غلام) خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری اُمت میں ایسے اچھے بندے پیدا فرمائے۔ (ابن ماجہ)

(۳۶) قرآن مجید کو بلا وضو کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ پڑھنا جائز ہے لیکن ہاتھ سے چھُونا جائز نہیں، غلاف میں ہو تو مضائقہ نہیں۔ غسل کی حاجت میں حفظ پڑھنا بھی جائز نہیں۔

حدیث اوّل:۔ ابو سلامؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض صحابہ رضؓ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا اور پھر وضو اور

[1] اس حدیث سے تینوں سوالوں کا جواب ملتا ہے غور کرو۔ ۱۲

استنجا کرنے سے پہلے ہی قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں۔ (احمد)

حدیث دوم:۔ علی رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت الخلا سے نکلنے کے بعد ہی قرآن پڑھ لیتے اور گوشت کھا لیتے تھے اور جنابت کے سوا کوئی چیز آپ کو قرآن سے نہیں روکتی تھی۔ (نسائی و ابن ماجہ)

(۳۷) قرآن شریف پڑھنے والے کو کسی ضرورت سے خاموش کر دینا اور کہہ دینا کہ بس کرو، جائز ہے یا اس سے گنہگار ہوتا ہے کہ اُس نے نیک کام سے روک دیا۔

جواب:۔ اس صورت میں کچھ گناہ نہیں ہوتا۔ گناہ جب ہے کہ بلا ضرورت روکے یا کچھ بُرائی اور نفرت دل میں لائے۔ (نعوذ باللہ)

حدیث:۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن پڑھ کر مجھ کو سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ آپ کو کیا سناؤں آپ پر تو قرآن ہی نازل ہوا ہے (یعنی آپ کو دوسروں سے سننے کی کیا ضرورت ہے) آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ پسند ہے کہ دوسروں سے قرآن سنوں (پس میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی۔ یہاں تک کہ جب اِس آیت پر پہنچا فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا[1]

---

[1] پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہم ہر قوم سے گواہی دینے والے لائیں گے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ سورۂ نساء رکوع ۶۔ قیامت کے روز ہر اُمت کا حال اس کے نبی اور معتبر صالحین سے دریافت کیا جائے گا اور اُن سب کی تصدیق کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بُلائے جائیں گے۔ ۱۲

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۵ آپ نے فرمایا کہ اب بس کرو۔ میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

(بخاری و مسلم و ترمذی)

جمعہ اور خطبہ

(۳۸) جمعہ کے روز خط بنوانا، ناخن وغیرہ ترشوانا کچھ ثواب ہے یا اُس کے لئے سب دن برابر ہیں؟

جواب:۔ جمعہ کے روز اِن امور کو کرنا مسنون ہے لہٰذا جمعہ کے دن کرنے میں نہایت ثواب اور فضیلت حاصل ہو گی جو دوسرے ایام میں نہیں مل سکتی۔

حدیث:۔ ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز نماز کو جانے سے پہلے ناخن ترشوانے اور ڈاڑھی میں سے (چھوٹے بڑے برابر کرنے کے لئے چند بال) کٹواتے تھے۔ (بزار و طبرانی فی الاوسط)

(۳۹) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعظ و نصیحت کبھی منبر پر بیٹھ کر بھی فرماتے تھے یا ہمیشہ خطبہ کی طرح کھڑے ہو کر وعظ و تلقین کرتے تھے۔

جواب:۔ بعض دفعہ آپ بیٹھ کر بھی نصیحت فرماتے تھے۔

حدیث:۔ ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے گِرد بیٹھ گئے۔ (بخاری)

(۴۰) خطبہ پڑھتے ہوئے ہاتھ میں عصا اور چھڑی لینی جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ یہ امر مسنون ہے جو ملک صلح سے قبضہ میں آتا وہاں صحابہ عصا یا کمان ہاتھ میں لے کر خطبہ پڑھتے تھے اور جو شہر جنگ کے بعد فتح ہوتے تھے وہاں تلوار (برہنہ نہیں کاٹھی اور غلاف میں) ہاتھ میں لے کر خطبہ سُناتے تھے۔

حدیث:۔ براء رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک میں کمان یا عصا لے کر خطبہ سُنایا۔ (ابن ابی شیبہ و ابوداؤد بروایت حکم بن حزن)۔

ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو درست ہے مگر صحابہ کے بارے میں برہنہ تلوار ہاتھ میں لینا نظر سے نہیں گذرا

زکوٰۃ کا حکم

(۴۱) اگر کوئی شخص سال ختم ہونے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدے یا چند سال آئندہ کی زکوٰۃ اسی وقت دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جس شخص کے پاس مال بقدر نصابِ زکوٰۃ یعنی ترپن روپے ۸/۵۳[1] آٹھ آنے بالفعل موجود ہے، وہ سال تمام ہونے سے پہلے اس کی زکوٰۃ بلکہ آئندہ کئی سال کی زکوٰۃ بھی دے سکتا ہے اور موجودہ روپے سے زیادہ کی زکوٰۃ بھی ادا کر سکتا ہے۔ مثلاً شوال کے مہینے میں سال بھر پورا ہو کر زکوٰۃ واجب ہوگی، یہ نیک بندہ محرم ہی کے مہینے میں یا رجب میں

---

[1] مروجہ روپے سے اگر کچھ کم مانا جائے تو ترپن روپے بارہ آنے ہوگی۔

ادا کرنا چاہے تو ادا کر سکتا ہے۔ اسی طرح آیندہ چند سال کی زکوٰۃ بھی اسی وقت ادا کر سکتا ہے اور جس کے پاس مثلاً دو سو ۲۰۰ روپے موجود ہیں اور کہیں سے اور مال ملنے کی امید بھی ہے تو اگر یہ شخص ابھی سے پانسو روپے یا ہزار روپے کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دے تو جائز و درست ہے۔

حدیث :۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ عباسؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت چاہی، اس خیال سے کہ نیک کام میں جہاں تک عجلت ہو بہتر ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ (ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۴۲) زکوٰۃ صرف نقد روپے اور سونے چاندی پر آتی ہے یا کسی اور جنس کے مال میں بھی آتی ہے؟

جواب :۔ نقد روپے اور سونے چاندی پر ہر طرح زکوٰۃ واجب ہے خواہ کسی نیت سے رکھا ہو مکان بنانے کو یا شادی کرنے کو، یہاں تک کہ اگر مسجد بنانے یا حج کرنے کی نیت سے بھی رکھا ہو تو سال گزر جانے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور دوسری قسم کے مال میں صرف اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے کہ اس کو تجارت کی غرض سے رکھا ہو۔ مثلاً ہزار روپے کی لکڑی یا کپڑا تجارت کے لئے بھر رکھا ہے، تو ہزار روپے کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اور اگر لکڑی مکان بنانے یا جلانے کے واسطے اور کپڑا پہننے یا شادی وغیرہ کے

سامان کا ہے تو زکوٰۃ نہ آئے گی۔

حدیث :۔ سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو اس مال سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے جس کو ہم تجارت کے لئے رکھتے تھے۔ (ابوداؤد)

روزے کے مسائل

(۴۳) روزے میں شدّتِ تشنگی اور گرمی وغیرہ کی وجہ سے بدن پر تر کپڑا لپیٹ لینا یا سر پر بار بار پانی ڈالنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب :۔ صحیح قول علمائے حنفیہ کا بھی یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحہ کے نزدیک بھی روزے میں یہ امور جائز و درست ہیں کسی قسم کی کراہت نہیں۔

حدیث :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عرج[1] میں دیکھا کہ شدّتِ تشنگی (یا گرمی) کی وجہ سے آپ کے سر پر پانی ڈالا جاتا تھا۔ (ابوداؤد۔ موطّا)

(۴۴) روزہ دار کو سُرمہ لگانا مکرُوہ ہے یا نہیں، یا روزہ بالکل جاتا رہتا ہے؟

جواب :۔ روزے کی حالت میں سُرمہ لگانے سے روزہ میں کچھ بھی خلل نہیں

---

[1] ایک مقام کا نام ہے۔ ۱۲

آتا نہ روزہ جاتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے۔ اگر سُرمہ لگانے کے بعد سو جائے یا سُرمہ کی سیاہی کا اثر تھوکنے میں حلق سے ظاہر ہو، تب بھی کچھ کراہت وغیرہ نہیں ہے۔

حدیث اوّل:۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں سُرمہ لگایا ہے۔ (ابن ماجہ)

حدیث دوم:۔ ابو رافع رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روزے میں اِثمد کا سُرمہ لگا لیتے تھے۔ (طبرانی، بیہقی و ابوداؤد۔ از انس رضؓ)

حدیث سوم:۔ انس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری آنکھ میں تکلیف ہے کیا سُرمہ لگا لوں حالانکہ روزہ دار ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں لگا لو۔ (ترمذی)

(۴۵) اگر کسی روزہ دار شخص کو جنابت کی حالت میں (یعنی غسل کی ضرورت میں) صبح صادق ہو جائے اور اُس کے بعد غسل کرے تو اُس دن کا روزہ صحیح ہو گا یا نہیں، یا کسی قدر نقصان آ جائے گا؟

جواب:۔ حالتِ جنابت میں صبح صادق ہو جانے سے روزے میں کسی قسم کا خلل اور نقصان نہیں آتا خواہ احتلام کی وجہ سے غسل کی ضرورت ہو، یا صحبت و جماع سے۔ یہ مسئلہ قرآن مجید کے اشارہ سے بھی ثابت ہے اور

حدیث شریف میں بھی اس کا صاف بیان ہے۔

حدیث اوّل :۔ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے دروازے پر کھڑے ہو کر آں حضرت صلّے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ، مجھ کو حالتِ جنابت میں صبح ہو جاتی ہے اور روزہ کا ارادہ ہوتا ہے (کیا روزہ صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟) آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بھی حالتِ جنابت میں صبح ہو جاتی ہے اور روزہ کا ارادہ ہوتا ہے، غسل کر لیتا ہوں اور روزہ بھی رکھ لیتا ہوں اُس شخص نے عرض کیا کہ، یارسول اللہؐ! آپ ہمارے مثل نہیں ہیں، خدا تعالےٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں (یعنی آپ اگر ایسا کریں تو کیا مضائقہ ہے، ہمارے لئے حکم فرمایئے) آپ خفا ہوئے اور فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں تم لوگوں سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں اور قابلِ اتّباع امور کا زیادہ عالم ہوں (یعنی تم اِس قدر ڈرنے والے اور عالم نہیں۔ پس میں کوئی ایسا امر نہیں کر سکتا جو عند اللہ ناپسندیدہ، اور دوسروں کے لئے ناجائز ہو، بلکہ سب کا یہی حکم ہے کہ روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ (ابو داؤد)

حدیث دوم :۔ اُمّ سلمہ رضؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ) نے فرمایا کہ، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کی ضرورت میں (رمضان میں) صبح ہو جاتی تھی اور ضرورت بھی صحبت کی وجہ سے ہوتی تھی احتلام سے نہیں، پھر آپ غسل فرماتے

اور روزہ بھی رکھتے۔ (بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ)۔

(۴۶) اگر روزہ میں بھول کر کچھ کھالے یا پی لے تو روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بھول کر کھانے پینے سے روزے میں کسی قسم کا خلل نہیں ہوتا۔ البتہ یاد آنے کے ساتھ فوراً ہی چھوڑ دے جو کچھ مُنہ میں ہو اس کو بھی گرادے اور روزہ تمام کرلے۔

حدیث:۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ دار ہو اور بھول کر کھالے یا پی لے۔ وہ اپنے اسی روزے کو تمام کرلے (کیونکہ روزہ فاسد نہیں ہوا بلکہ) خدا تعالےٰ نے اس کو کھلا پلا دیا۔

(مسلم۔ ابن ماجہ۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

(۴۷) اگر کسی نے پان وغیرہ یا کھانے کی تواضع کی یا دعوت کرنے لگا تو ایسے موقعہ میں اپنے روزے کو ظاہر کر دینے سے رِیا ہوگا یا نہیں اور ثواب کچھ کم تو نہ ہوگا؟

جواب:۔ اِس قسم کی ضرورت میں اظہار سے ثواب کم نہیں ہوتا نہ یہ رِیا میں داخل ہے۔ اگر نفل روزہ ہو تو اس کو دعوت و تواضع کے عذر سے افطار کرلینا بھی جائز ہے۔ البتہ قضا اس کی لازم ہوگی۔

حدیث اوّل:۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کھانے کی طرف بُلایا جائے اور روزہ دار ہو تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

حدیث دوم:- عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں اور حفصہؓ (عمرؓ کی صاحبزادی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ) روزے سے تھیں ہمارے لئے کھانا آیا (یعنی کسی نے بھیجدیا) جس کی ہم کو رغبت ہوئی، ہم نے اُس میں سے کھالیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حفصہؓ نے جو اپنے باپ کی بیٹی تھیں (یعنی جیسے اُن کے باپ تیز اور جری تھے ایسے ہی یہ تھیں) مجھ سے آگے بڑھ کر (یعنی میرے بولنے سے پہلے ہی) عرض کیا کہ یارسول اللہؐ ہم دونوں روزہ دار ہیں اور ہم کو ایک ایسا کھانا مِل گیا جس کی ہم کو رغبت ہوئی (پس اب کیا کرنا چاہیئے) آپ نے فرمایا کہ اس کے عوض میں ایک دن روزہ رکھ لینا۔ (ترمذی)

حج بیت اللہ

(۴۸) اگر چھوٹی عمر کے ناسمجھ بچّے حج میں ساتھ جائیں تو اُن کا حج بھی ادا ہوجاتا ہے یا نہیں اور بعض افعالِ حج جو اُن سے نہ ہوسکیں، وہ کیسے ادا کیے جائیں؟

جواب:- بچّوں کا بھی حج ادا ہوجاتا ہے[1] اور ماں باپ کو بھی اجر ملتا ہے، جو افعال وہ خود نہ کرسکیں ان کے ماں باپ کردیں، مثلاً لبّیک ان کی طرف سے

---

[1] لیکن اگر بالغ ہونے کے بعد ان کو مقدور ہوکر حج واجب ہوجائے تو یہ حج کافی نہ ہوگا دوبارہ کرنا پڑے گا۔ ۱۲

پکار دیں۔ جس جگہ پتھر مارے جاتے ہیں وہاں ان کی طرف سے پتھر پھینک دیں، ان کو گود میں لے کر طواف وغیرہ کرا دیں، احرام باندھ دیں (اگر بہت چھوٹا بچہ ہو تو اس کو بالکل برہنہ کر دینا بھی کافی ہے)

حدیث اوّل :۔ ابن عبّاس رضؓ فرماتے ہیں کہ روحا[1] میں سواروں کی ایک جماعت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی۔ ان میں سے ایک عورت نے ایک بچّہ کو اُٹھا کر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کا بھی حج ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہو سکتا ہے اور تجھ کو اجر ملے گا۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی)

حدیث دوم :۔ حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کیا اور عورتیں اور بچّے بھی ہمارے ساتھ تھے تو ہم نے بچّوں کی طرف سے تلبیہ (لبّیک) بھی پڑھ دیا اور رمی بھی کر دی۔ (ابن ماجہ و ترمذی)

حدیث سوم :۔ سائب بن یزید رضؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد رضؓ نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ کو بھی حج کرایا جب کہ میری عمر سات سال کی تھی۔ (بخاری و ترمذی)

---

[1] آخر عمر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزار ہا مسلمانوں کو ہمراہ لے کر حج ادا فرمایا بہت سے لوگ خبر سُن کر مدینہ میں آکر آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور بعض لوگ وطن سے چل کر مکہ میں ملے۔ بعض راستے میں آپ کے ساتھ ہوتے جاتے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ "روحا" میں آپ سے ملے ہیں جو مدینہ سے ۳۶ کوس ہے۔ ۱۲

(۴۹) ایک شخص کے ذمّہ پر حج بھی فرض ہو چکا ہے اور بالفعل قرض بھی ذمّہ پر ہے۔ روپیہ اس قدر ہے کہ صرف ایک کام ہو سکتا ہے قرض ہی ادا کر دے یا حج ہی، شرعاً کس کو مُقدّم کرنا چاہیئے؟

جواب:۔ اوّل قرض ادا کرنا چاہیئے اور پھر جب مقدور ہو جائے تو حج بھی ضرور ادا کر لے۔

حدیث:۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلم مجھ پر حج بھی فرض ہے اور میرے ذمّہ پر قرض بھی ہے (اور مال اِتنا ہے نہیں کہ دونوں ادا ہو جائیں۔ اب فرمایئے کس کو پہلے ادا کروں) آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرض ادا کرو۔ (رزین)

(۵۰) ایک شخص اپنے ماں باپ کی زندگی میں ان کی نافرمانی کر کے اُن کو ایذا دیتا رہا۔ اب مر گئے تو پشیمان ہوتا ہے۔ کیا کوئی ایسی تدبیر ہے کہ اب وہ اُس سے راضی ہو جائیں اور یہ نافرمان شمار نہ ہو؟

جواب:۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ اور خیرات کر کے ثواب پہنچائے اور اُن کی مغفرت کی دُعا کرے اور اگر قرض چھوڑ گئے ہوں تو اس کو ادا کرے۔ اور سب سے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ان کی طرف سے حج ادا کرے۔ جب ان باتوں کی بشارت اور نفع ان کو اس عالم میں پہنچے گا تو وہ خود ہی خوش ہو جائیں گے۔ اور خدا تعالےٰ کے دفتر میں فرمان بردار بیٹوں میں لکھا جائے گا۔

حدیث :۔ زید ابن ارقم رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ میں سے کسی کی طرف سے حج کرے تو اس کی طرف سے کافی ہو جائے گا (اور اس کے بیٹے کو بھی ثواب ملے گا) اور جس کی طرف سے حج کیا ہے اس کی رُوح کو آسمان پر بشارت دی جائے گی اور عند اللہ فرماں بردار بیٹوں میں لکھا جائے گا اگرچہ پہلے نافرمان تھا۔ (رزین)

(۵۱) خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کسی خاص وظیفہ اور دُعا کا پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب :۔ کوئی ذکر اور دُعا ضروری نہیں اگر بالکل خاموش بھی طواف کرتا رہے تو ادا ہو جائے گا اور نہ کوئی خاص دُعا لازم و ضروری ہے البتہ مستحب و مسنون یہ ہے کہ اس متبرک حالت میں کچھ نہ کچھ ذکرِ خداوندی اور دعا وغیرہ زبان پر جاری رکھے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ کا پڑھنا طواف میں مسنون ہے۔

حدیث :۔ عبداللہ بن سائب رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو میں نے طواف کی حالت میں دو رکنوں کے درمیان رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ پڑھتے ہوئے سُنا ہے۔

(ابوداؤد)

(۵۲) ایک شخص کا دِل خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے اور نماز پڑھنے کو چاہتا ہے

مگر لوگ داخل نہیں ہونے دیتے یا موقع نہیں ملتا تو کیا کرے ؟

جواب :- خانۂ کعبہ کی شمال کی دیوار کے برابر ایک دوسری دیوار ہے۔ اِن ہر دو دیواروں کے درمیان میں، خانۂ کعبہ کا پرنالہ گرتا ہے جس کو میزاب رحمت کہتے ہیں اِن دو دیواروں کے درمیان میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کا وہی ثواب ہے جو خانۂ کعبہ کے اندر عبادت کرنے اور داخل ہونے کا ہے۔ اِسی کو حطیم اور حجر بھی کہتے ہیں۔

جانب مغرب

حدیث اوّل :- عائشہ رضؓ فرماتی تھیں کہ میرا دل خانۂ کعبہ میں داخل ہونے اور اسی میں نماز پڑھنے کو چاہتا تھا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو حجر میں (یعنی حطیم میں جس جگہ دو دیواروں کے درمیان کعبہ شریف کا پرنالہ گرتا ہے) داخل کر دیا اور فرمایا کہ اگر خانۂ کعبہ میں داخل ہونے کی آرزو ہو تو اسی جگہ نماز پڑھ لو کیونکہ یہ کعبہ ہی کا ایک ٹکڑا ہے اور تمھاری قوم (یعنی قریش) کو جب کعبہ بناتے ہوئے خرچ کی کمی ہوگئی تو اس کو بیت اللہ سے علیحدہ کر دیا۔[1]

(بخاری مسلم۔ ترمذی۔ ابو داؤد)

---

[1] خانہ کعبہ حضرت آدمؑ سے پہلے فرشتوں نے بنایا پھر اس کا نشان مِٹ گیا تو خداوند تعالیٰ کے بتلانے سے آدم علیہ السلام نے بنایا پھر ان کی اولاد مرمّت کرتی رہی پھر نوحؑ کے طوفان میں غرق ہو گیا اور نشان نہ رہا۔ ابراہیمؑ کے زمانہ میں خدا تعالےٰ نے ان کو حکم دیا انھوں نے

[بقیہ بر صفحہ ۴۹

نکاح شادی اور اُسکے متعلقات

(۵۳) کیا نکاح کرنے میں بھی کچھ ثواب ہے یا یہ دُنیا کے اُن کاموں میں داخل ہے جن میں نہ ثواب ہے نہ عذاب ؟

جواب :- نکاح نہایت محبوب و مسنون ہے اور باعثِ ثواب ہے۔ رسولِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸) اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ساتھ لیکر بنایا۔ پھر ہمیشہ لوگ مرمّت کرتے رہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت سے پہلے جب آپ کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔ لوگ خوشبو جلا رہے تھے پردوں میں آگ لگ کر کعبہ جل کر اس قدر بودا ہو گیا کہ کبوتر بھی بیٹھتا تو پتھر گرنے لگتے تھے جناب رسول اللہؐ کی قوم یعنی قریش نے حلال مال کا چندہ جمع کیا اور کعبہ کو بنانا شروع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس تعمیر میں شریک تھے۔ چنانچہ یہ مشہور اور صحیح روایت ہے کہ دوش مبارک پر پتھر اُٹھانے سے آپؐ کے نرم اور نازک کاندھے کو تکلیف ہوتے ہوئے دیکھ کر آپ کے چچا عباسؓ نے فرمایا کہ اپنا تہمد نکال کر کاندھے پر رکھ لیجئے۔ (اسلام سے پہلے برہنہ ہو جانے کو اہلِ عرب کچھ بُرا نہیں سمجھتے تھے) آپنے ایسا ہی کیا تو فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آنکھیں آسمان کی طرف کھلی رہ گئیں ہوش آیا تو فرماتے تھے کہ میرا تہمد لاؤ میرا تہمد لاؤ۔ اِس واقعہ کے بعد آپؐ نے کبھی تہمد کو علیحدہ نہیں کیا۔ اسی واقعہ پر آں حضرت صلعم کی ذہانتِ خداداد کا یہ بھی واقعہ مشہور ہے کہ حجرِ اسود کو اپنے موقع پر اُٹھا کر رکھنے کے لئے جب رؤسائے قریش میں جھگڑا ہوا اور اس متبرک خدمت کی فضیلت کا ہر ایک خواہاں ہوا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جو قبلِ نبوت بھی صادق اور امین و ذہین مشہور تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بڑے کمبل میں رکھ کر سب لوگ اٹھا کر لے چلیں۔ جب دیوار کعبہ کے (باقی حاشیہ صفحہ ۵۰ پر)

مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے آپ نے اس کی ترغیب دی ہے۔ اِس سے بہت سے معاصی کا اندیشہ رفع ہو جاتا ہے۔ البتہ نکاح صرف حظِ نفس کے خیال سے نہ ہو بلکہ اَدائے سنّت اور عِفّت و پرہیز گاری کا خیال ہونا چاہئے۔ نکاح تو ایک مرغوب و مسنون اَمر ہے، جو امورِ دنیاوی محض مباح ہیں ان کو بھی اگر نیک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹) پاس پہنچے تو فرمایا کہ سب لوگ مجھ کو اپنا نائب اور وکیل بنائیں میرا رکھنا سب کا رکھنا سمجھا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور خدا تعالےٰ نے حجرِ اَسوَد کو اپنے موقع پر اپنے حبیبؐ کے ہاتھ سے رکھوا دیا۔ تعمیر کرتے کرتے مالِ حلال کا چندہ ختم ہو گیا تعمیر کا سب سامان تو موجود تھا مگر چھت پاٹنے کے پتھر وغیرہ کم رہ گئے تو قریش نے مشورہ کر کے کسی قدر جگہ کعبہ کی چھوڑ کر کعبہ کو چھوٹا کر دیا اور ایک دوسری دیوار بنا کر وہاں تک پاٹ کر پورا کر دیا۔ خانہ کعبہ کی چھوٹی ہوئی اصل دیوار اور کعبہ میں جو فاصلہ ہے جس جگہ کعبہ معظمہ کا پرنالہ گرتا ہے اسی کو حطیم و حجر کہتے ہیں اور بعض احکام میں یہ بھی کعبہ سمجھا جاتا ہے چنانچہ طواف کرنے کے وقت اِس سے باہر کو طواف کرتے ہیں۔ رسولِ مقبولؐ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضؓ کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں کعبہ کو درست کر کے پورا بنا دیا تھا اور اس باقی ماندہ جگہ کو بھی اندر لے لیا تھا اور بالکل ایسا ہی بنا دیا تھا جیسا ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں تھا۔ حجّاج بن یوسف ظالم نے ان کو ۷۳ھ میں شہید کر دیا تو ان کی مخالفت اور ضِد کی وجہ سے خانہ کعبہ کو بھی از سرِ نَو پہلے طریق پر بنا یا اور جتنی جگہ پہلے چھوٹی ہوئی تھی، سب کو چھوڑ دیا۔ اِس کے بعد زمانہ ہارون رشید میں یہ مسئلہ پیش ہوا اور امام مالکؒ سے دریافت کیا گیا کہ خانہ کعبہ اسی حالت پر رہے یا بناءِ خلیل کے موافق کر دیا جائے تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایسا کیا گیا تو ہر بادشاہ اپنے طرز پر بنواتا رہے گا۔ ۱۲

نیتی اور ثواب کے خیال سے کرے گا تو باعثِ اجر ہوگا۔

حدیث اوّل :- عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوان لوگو! جو شخص تم میں سے نکاح کا مقدور رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ نکاح کرے اس لئے کہ وہ نظر کو نیچی کرنے والا اور شرمگاہ کو (گناہ و حرام سے) بچانے[1] والا ہے اور جس شخص کو مقدور نہ ہو (یعنی مہر وغیرہ کی طاقت نہ ہو) اس کو لازم ہے کہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کے لئے خصی ہونا ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

حدیث دوم :- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی مدد کرنا خدا تعالے نے اپنے ذمہ پر لے لیا ہے (اوّل) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ (دوم) وہ مکاتب[2] جو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (سوم) وہ نکاح کرنے والا جو پرہیزگاری (اور گناہ سے بچنے) کی نیت رکھتا ہو۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابن ماجہ)

حدیث سوم :- ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ چار باتیں انبیاءؑ کی سنت ہیں: حیا کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا۔ (ترمذی)

(۵۴) عقدِ نکاح کے وقت اکثر جگہ کسی قدر خرما لٹا دینے کا دستور ہے یہ لٹانا اور ایسے خرمے کا لینا درست ہے یا نہیں؟

---

[1] یعنی نامحرموں پر بری نظر نہیں پڑتی اور زنا سے بچا رہتا ہے۔ ۱۲

[2] مکاتب وہ غلام ہے جس سے مالک نے معاہدہ کرلیا ہو کہ اس قدر مال دیدو تو تم آزاد ہو۔ ۱۲

جواب:۔ یہ فعل جائز و مسنون ہے اور ایسے خرمے کو لوٹ لینے میں کچھ حرج اور برائی نہیں البتہ اگر آدمیوں کی تکلیف اور گر پڑنے کا اندیشہ ہو تو نہ کرنا چاہیئے

حدیث:۔ عائشہ رض فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کا نکاح کرتے یا خود اپنے نکاح کرتے تو خرما بکھیر دیتے تھے (یعنی پھینک کر لٹا دیتے تھے)۔ (بیہقی)

(۵۵) نکاح اور دوسری خوشی یا عید وغیرہ میں مبارک باد دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس قسم کے مواقع اور خوشی میں مبارکباد دینا مستحب و مسنون ہے۔

(۵۶) خوشی کی خبر لانے والے کو کچھ انعام دینا جائز ہے یا ممنوع؟

جواب:۔ جائز ہے بلکہ مسنون۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کے تولد کی خوشخبری سنانے کے صلہ میں ابو رافع کو ایک غلام اور کچھ کپڑا انعام دیا تھا۔

حدیث اوّل:۔ عقیل رض بن ابی طالب (علی رض کے بھائی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نکاح کرے تو اس کو یہ دعا دیا کرو بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ (یعنی خدا تعالے تمہارے واسطے برکت کرے اور دونوں میں بہبودی اور اتفاق رکھے)۔ (ترمذی و ابوداؤد و طبرانی)

حدیث دوم :- کعب بن مالکؓ (اپنی توبہ قبول ہونے کے طویل قصہ میں) فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چلّانے والے کی آواز سنی کہ "اے کعبؓ تم کو بشارت ہو" جس کی میں نے آواز سنی تھی جب وہ میرے پاس آیا تو میں نے اپنے کپڑے اُتار کر اس کو (بطور انعام) دے دیئے اور قسم خدا کی اُس روز میرے پاس اُن کے سوا کپڑے نہیں تھے پس میں نے کپڑے مستعار (مانگے ہوئے) لیکر پہنے اور جاکر مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اور بہت سے صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے (مجھ کو دیکھ کر) طلحہ بن عبد اللہؓ دوڑ کر اُٹھے اور مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ (بخاری ومسلم وابوداؤد)

(۵۷) شادی اور نکاح وغیرہ کی تقریب پر مکان اور کپڑے وغیرہ درست کرنا اور کچھ جہیز بیٹی کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- یہ امور مسنون ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی زینبؓ کو ایک کنٹھا (ہار) اور فاطمہؓ کو چادر، تکیہ، مشکیزہ اور چکّی وغیرہ جہیز میں دی تھی البتہ واہیات رسوم کی پابندی یا فضول خرچی کرنا اور فخر و ناموری

لہ غزوۂ تبوک میں شریک ہونے سے کعب بن مالکؓ اتفاقیہ رہ گئے خدا تعالیٰ کو ناپسند ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں واپس آئے تو بحکم خداوندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اُن سے بولنے کی قطعاً ممانعت کردی۔ پچاس روز کے بعد قرآن شریف میں اُن کی صفائی نازل ہوئی جس کی خوشخبری میں انھوں نے کپڑے دے ڈالے۔ ۱۲ سید اصغر حسین عفی عنہ

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نیک کام کی خوشی میں مبارکباد دینا صحیح ہے

کے لئے ایسے اُمور کرنا ممنوع و معیوب ہے۔

حدیث:۔ اُمِّ سلمہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ رضؓ کو علی رضؓ کے پاس رخصت کرنے کے لئے جہیز (سامان) کر دو۔ پس ہم نے مکان کو اطرافِ بطحا[1] کی نرم مٹی سے لیپ دیا۔ پھر دو تکیوں میں اپنے ہاتھ سے دُھن کر چھال بھر دی۔ پھر خرما اور کشمش کھائے اور میٹھا پانی پیا اور ایک لکڑی گھر کے کونے میں لگادی جس پر کپڑے ڈالے جائیں اور مشکیزہ لٹکایا جائے۔ (اُمِّ سلمہ رضؓ کہتی ہیں کہ) اس سے اچھی شادی ہم نے کوئی دیکھی ہی نہیں (یعنی بابرکت اور بے تکلف، سادہ)۔ (ابن ماجہ)

(۵۸) اگر کسی شخص کے دو تین زوجہ ہوں اور اُن میں سے کوئی اپنی نوبت (یعنی رات کو رہنے کی باری) دوسری زوجہ کو دیدے، تو یہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر بلا جبر و اکراہ برضا و رغبت اپنی باری دوسری کو بخش دے، تو صحیح و درست ہے اور ایسی حالت میں مرد اگر اُس کی نوبت میں بھی دوسری بی بی کے پاس رہے گا تو اس کو کچھ گناہ نہ ہوگا کیونکہ جس کا حق تھا اسی نے دوسری کو دے ڈالا۔ مگر ہاں عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ جب چاہے اپنی دی ہوئی اجازت واپس لے لے۔ یعنی اب آئندہ سے اپنی باری اس کو نہیں دیتی میرے نمبر میں میرے پاس رہا کرو۔

---

[1] بطحا ایک بڑے نالہ کا نام ہے اُس کے کناروں پر سے مٹی نکال کر گھروں کو لیپ لیتے تھے۔ ۱۲

حدیث :- حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ سودہ رضؓ جب بوڑھی ہوگئیں تو عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنی باری عائشہ رضؓ کو بخش دی اِس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ رضؓ کے حصّے میں ۲ دو روز لگاتے تھے، ایک خود عائشہ رضؓ کا دن اور ایک سودہ رضؓ کی باری کا دن۔

(بخاری مسلم۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ ترمذی بہ تغیّر)

(۵۹) حالتِ حیض میں خاوند کو عورت کے پاس لیٹنا اور اس کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- ایامِ حیض میں صرف صحبت حرام ہے۔ ناف سے زانو تک بدن چھوڑ کر باقی کو چھونا اور مَس کرنا نیز اس کے ساتھ لیٹنا، بدن مِلانا سب امور جائز ہیں۔

حدیث اوّل :- زید بن اسلم رضؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حالتِ حیض میں مجھ کو میری زوجہ سے کونسی باتیں حلال ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے تہمد (پاجامہ) کو باندھ کر اوپر کے بدن سے تم کو اختیار ہے۔ (موطّاؐ)

حدیث دوم :- انس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ حالتِ حیض میں عورتوں سے کیا معاملہ چاہیئے؟ آپ نے فرمایا کہ جماع کے سوا سب کچھ کرو[1] (یعنی لیٹنا، بیٹھنا، بوسہ وغیرہ، کھانا،

[1] اِس مضمون کی روایت کتبِ حدیث خصوصًا صحاحِ ستّہ میں بکثرت موجود (باقی بر صفحہ ۵۶)

پینا سب امور جائز ہیں، یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ

(۶۰) بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کے کان میں اذان کہنے کا دستور ہے، اس میں کچھ ثواب ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بلاشبہ دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا باعثِ ثواب اور مسنون و مستحب ہے۔

حدیث:۔ ابورافع رضؓ کہتے ہیں کہ جب فاطمہ رضؓ کے بطن سے حسن بن علی رضؓ تولد ہوئے تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ان کے کان میں نماز کی اذان پڑھی یعنی وہی معمولی اذان جو نماز کے لئے پکاری جاتی ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

(۶۱) لڑکے کے عقیقہ میں صرف ایک بکری بھی کافی ہوسکتی ہے یا دو جانور ہونے اور نر ہونا بھی ضروری ہے۔

جواب:۔ لڑکے کے لئے کچھ نر کی ضرورت اور تخصیص نہیں، بلکہ نر و مادہ برابر ہیں۔ البتہ لڑکوں کے عقیقہ میں بہتر یہ ہے کہ دو جانور ہوں اگر ایک بھی ذبح کر دیا جائے تو کافی ہے اور عقیقہ کی سنت اُس سے بھی اَدا ہو جائے گی۔

حدیث:۔ علی رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسن رضؓ کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح فرمائی اور فرمایا کہ اے فاطمہ رضؓ بچہ کا سر مونڈو اور اس کے ہموزن چاندی خیرات کرو (علی رضؓ فرماتے ہیں کہ) ہم نے حسن رضؓ کے بالوں کو

(بقیہ صفحہ ۵۵) ہیں ایک خاص مصلحت سے صرف انہی دو کو منتخب کر کے اکتفا کیا۔ ۱۲

وزن کیا تو ان کا وزن ایک درہم تھا یا کسی قدر کم۔ (ترمذی)

(۶۲) بچہ پیدا ہونے کے کتنے روز بعد عقیقہ ہونا چاہئے۔ جوانی میں بھی عقیقہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ سنا ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے اپنا عقیقہ خود کیا تھا۔

جواب:۔ سب سے بہتر ساتواں روز ہے اگر نہ ہو سکے تو چودھویں اور اکیسویں روز کیا جائے، اس کے بعد سات ہفتے یا سات ماہ یا سات سال پر کرنے سے عقیقہ کی فضیلت و سنّت ادا نہیں ہوتی اگرچہ مسلمانوں کو کھانا کھلانے کا ثواب اس وقت بھی ہو جائے گا۔ حضرت خاتم النبوتؐ کے خود اپنا عقیقہ کرنے کی روایت صحیح و معتبر نہیں۔

حدیث:۔ بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عقیقہ کا جانور ساتویں روز ذبح کیا جائے یا چودھویں، یا اکیسویں۔ (طبرانی فی الاوسط)

(۶۳) ولدالزنا پر ماں باپ کے فعل کا کچھ اثر اور گناہ رہتا ہے یا نہیں؟ سُنتے ہیں ولدالزنا والدین کے ساتھ دوزخ میں جائے گا۔

جواب:۔ اُس غریب بے قصور پر کچھ گناہ نہیں، البتہ ماں باپ کے ہمراہ، دوزخ میں جب جائے گا کہ ان کی طرح بُرے عمل کرتا رہے اور توبہ نہ کرے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اکثر ایسے لڑکوں کا کوئی خبر گیراں اور سرپرست نہیں ہوتا وہ بالکل جاہل ناواقف رہتے ہیں اس کے

علاوہ عام طبیعتوں میں اُس کی طرف سے کچھ ایسی ذلّت اور حقارت ونفرت ہوتی ہے کہ اس کی امامت سب کو ناگوار گزرتی ہے۔ شریعت میں اِن وجوہ سے اُس کی امامت کو مکروہ کیا گیا ہے، کسی اس کے قصور کی وجہ سے نہیں۔

حدیث:۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ وَلدالزِنا پر اس کے والدین کے گناہ کا بالکل بار نہیں رہتا (یعنی اُن کے گناہ کا بوجھ اُس کے ذمّہ پر کبھی نہیں ہوتا)۔ (حاکم)

(۶۴) ہم نے وعظ میں سُنا ہے کہ ستّاری اور پردہ پوشی کے خیال سے قیامت کے روز خدا تعالےٰ لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے نہ پکارے گا بلکہ ماں کے نام سے (مثلاً حامد پسرِ زینب)۔

ایک علمی لطیفہ ہے جو نمار ۱۴ الجدید میں مکمل نقل کیا گیا

جواب:۔ یہ بات صحیح نہیں، بلکہ ہر شخص کے نام کے ساتھ باپ کا نام لے کر پکاریں گے (مثلاً حامد ولد سعید) ہاں پردہ پوشی اور ستّاری اس طرح ہوگی کہ بعض گناہگاروں کو جوارِ رحمت میں لے کر صرف اُن کے گناہ کا اقرار کرا کر معاف کر دیا جائے گا۔ اہلِ محشر کو خبر بھی نہ ہوگی کہ کیا گناہ کیا تھا اور کس طرح نجات ہوئی۔

حدیث:۔ ابو درداء رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے روز اپنے اور اپنے باپ کے نام سے پکارے جاؤ گے

لہٰذا اپنے (عزیزوں کے) نام اچھے رکھا کرو۔ (ابوداؤد۔ احمد)

۶۵) اگر کسی کا نام ناپسندیدہ اور نامناسب ہو تو اس کو بدل ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جائز ہے بلکہ مسنون و مستحب بھی ہے کہ اس کو بدل ڈالے۔

حدیث اوّل:۔ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بُرے نام کو بدل دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

حدیث دوم:۔ ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (میری بہن) عاصیہ رضؓ کا نام بدل دیا اور فرمایا کہ تیرا نام جمیلہ ہے۔ (ابوداؤد)

۶۶) کسی گھوڑے یا بیل گائے وغیرہ کا کوئی نام رکھ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جائز و درست ہے۔

حدیث اوّل:۔ سہل بن سعد رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا ہمارے باغ میں رہتا تھا جس کو لحیف کہتے تھے۔ (بخاری)

حدیث دوم:۔ جعفر بن محمد رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام عضباء تھا (قصواء بھی اسی کو کہتے تھے) اور آپ کے خچر کا نام شہباء اور گدھے کا یعفور اور آپ کی باندی کا نام خضراء۔ (بیہقی)

طعام اور اُس کے متعلقات حلال و حرام وغیرہ

(٦٧) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے دست مبارک سے بھی کوئی جانور ذبح فرمایا ہے۔ آپ چونکہ سراسر رحمت تھے غالباً آپ نے اپنے ہاتھ سے کبھی ذبح نہ کیا ہوگا اور آپ نے کبھی اونٹ کا گوشت بھی کھایا یا نہیں؟

جواب:- نہایت معتبر اور صحیح حدیثوں سے آپ کا اونٹ اور بکری ذبح کرنا ثابت ہے۔ خدا تعالےٰ کے نام سے ذبح ہو جانا اور خصوصاً آپکے دست مُبارک سے ذبح ہونا بھی تو سراسر رحمت ہے ؎

جاں بجاناں دِہ وگرنہ از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے دل ایں نکو یا آں نکو

یہی وجہ ہے کہ ذبح کے موقعہ پر جب آپ اونٹوں کو ذبح فرمانے لگے تو ہر ایک اونٹ آگے بڑھ کر یہ چاہتا تھا کہ آپ پہلے مجھے ذبح فرمائیں۔ اونٹ کا گوشت آپ نے کھایا ہے اور ایک مرتبہ گائے کا گوشت بھی اپنی لونڈی بریرہ رضؓ کے گھر میں تناول فرمایا ہے۔

حدیث اوّل:- انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (حج کے موقعہ پر) ساٹھ اونٹ کھڑے ہوئے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور مدینہ

میں ۲ دو بکرے بڑے سینگ والے ابلق رنگ کے (یعنی سپید و سیاہ) قربانی فرمائے آپ ذبح کرتے جاتے تھے اور تکبیر اور بسم اللہ پڑھتے جاتے تھے اور ان کے پہلو پر اپنا قدم مبارک رکھے ہوئے تھے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ موطا)

حدیث دوم:۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اپنی قربانی (دُنبہ) کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے تھے اور اپنا قدم مبارک اس کے پہلو پر رکھے ہوئے تھے۔

(بخاری۔ مسلم۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد)

حدیث سوم:۔ جابرؓ حج کے مفصّل قصّہ کی بڑی طویل حدیث میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ آپ ذبح کرنے کی جگہ تشریف لائے اور (منجملہ سو کے) تریسٹھ اونٹ دستِ مبارک سے ذبح فرمائے۔ پھر حضرت علی رضؓ کو اونٹ دیدیئے۔ انھوں نے باقی کو ذبح فرمایا اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ کو اپنی قربانی میں شریک فرمالیا۔ پھر آپ نے حکم فرمایا تو ہر ایک اونٹ میں سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر ایک ہانڈی میں رکھ کر پکایا گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور علی رضؓ نے اُس میں سے گوشت کھایا اور شوربا نوش فرمایا۔ (مسلم)

(۶) بعض لوگ شکاری کتے کو چھوڑ کر شکار کراتے ہیں، اس کا شکار کیا ہوا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جو کتا تربیت کرکے اور سدھا کر ایسا کرلیا گیا ہو کہ شکار کو مار کر لے آئے

یا ڈال دے اُس میں سے خود کچھ نہ کھائے (تین مرتبہ کے امتحان میں اگر اُس نے
ایسا ہی کیا تو وہ شرعاً تربیت یافتہ سمجھا جائے گا) ایسے کتے کو اگر بسم اللہ کہہ کر
شکار پر چھوڑ دیں۔ تو جس جانور کو وہ پکڑ کر مار ڈالے اُس کا کھانا حلال ہوگا
اگرچہ ذبح کرنے کی نوبت نہیں آئی اور زندہ نہیں ملا۔ لیکن جس شکار میں سے
کتے نے خود کھا لیا، اس کو کھانا حلال نہیں اور آئندہ کے لئے یہ کتا تربیت یافتہ
شمار نہ ہوگا اور اس کا مارا ہوا جانور حلال نہ ہوگا تاوقتیکہ تین مرتبہ پھر امتحان نہ
ہو جائے اور اگر اس کے ہمراہ کوئی دوسرا کتا بھی لگ گیا جو تربیت یافتہ نہیں یا
بسم اللہ کہہ کر نہیں چھوڑا گیا تب بھی اس کا مارا ہوا حلال نہ ہوگا۔

حدیث:۔ عدی بن حاتم رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہم ایسے لوگ ہیں کہ اِن کتوں کے ذریعہ سے شکار کرتے ہیں، پس
(آپ فرما دیجیے کہ) ہم کو اس میں سے کون چیز حلال ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ
جب تم تربیت یافتہ کتا چھوڑو اور (چھوڑتے ہوئے) خدا کا نام لے لو تو جو کچھ وہ
کتا تمہارے لئے روک رکھے وہ کھا لو (یعنی وہ خود اُس میں سے نہ کھائے) لیکن
اگر کتا خود کھا لے تو نہ کھانا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ اُس نے اپنے لئے روکا ہے
اور اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا کتا مِل جائے (جو تربیت کردہ نہ ہو) یا بِلا ذکر اللہ
چھوڑ دیا گیا ہو) تو بھی نہ کھانا۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

(٦٩) اگر کسی زندہ جانور کی دُم یا چکتی (جو دُنبہ کے پیچھے لگی رہتی ہے) یا کان

کا ٹکڑا کاٹ کر کھا لیا جائے تو جائز ہے یا ناجائز۔

جواب:۔ بالکل حرام اور ناپاک ہے، ہرگز کھانا درست نہیں۔

حدیث:۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ زندہ جانور میں سے جو کچھ عضو کاٹ دیا جائے، وہ بالکل مُردار ہے۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

(۷۰) خرگوش حلال ہے یا نہیں؟ سُنا ہے کہ اس کو عورتوں کی طرح حیض آتا ہے اس لئے حرام ہے۔

جواب:۔ بیشک بعض علماء کا قول حرام ہونے کا بھی ہے لیکن قولِ صحیح اور فتوےٰ اس پر ہے کہ حلال ہے اگرچہ حیض آتا ہے۔

حدیث اوّل:۔ انس رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے مرّ الظہران[1] میں ایک خرگوش کو بھڑکایا (یعنی شکار کرنے کے لئے اس کو گھبرا کر اُٹھایا) اور لوگ اس پر دوڑے لیکن سب مغلوب ہو گئے (یعنی کوئی نہ پکڑ سکا) اور میں نے اس کو پاکر پکڑ لیا اور ابوطلحہ رضؓ کے پاس لایا تو انھوں نے اس کو ذبح کیا اور (پکانے کے بعد) اس کی ران رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی۔ آپ نے اس کو قبول فرمایا (اور اس میں سے تناول فرمایا)۔ (بخاری کتاب الھبہ۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

حدیث دوم:۔ محمد بن صفوان رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے دو خرگوش شکار کر کے پتھر

---

[1] مکّہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ ۱۲ فخر

سے ذبح کر لیتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو آپ رض نے
مجھ کو ان کے کھانے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد)

(۱۷) کسی جانور گائے، بکری وغیرہ کو ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ میں سے
اگر بچہ نکلے تو اُس کو کیا کرنا چاہیئے ؟

جواب:۔ اگر زندہ نکلا ہے تو اس کو بھی ذبح کر کے کھا لینا جائز و حلال
ہے اور اگر مُردہ نکلا ہے تو حرام ہے پھینک دینا چاہیئے۔

حدیث:۔ ابو سعید رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا کہ ہم لوگ اونٹ اور گائے اور بکری کو ذبح کرتے ہیں تو
(بعض دفعہ) اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں۔ اس بچہ کو ڈال دیں یا کھالیں
آپ نے فرمایا اگر دل چاہے تو کھالو اس لئے کہ اس کے ذبح کرنے کا بھی وہی طریقہ
ہے جو اس کی ماں کو ذبح کرنے کا ہے (ابوداؤد۔ ترمذی)

(۲۷) کتا پالنے کا گناہ شکاری کتا رکھنے سے بھی ہوتا ہے یا نہیں، اور اگر مکان
وغیرہ کی حفاظت کے لئے کتا پالا جائے تو جائز ہے یا نہیں ؟

جواب:۔ شکار کے لئے اور مکان، باغ، کھیتی، مویشی کی حفاظت کے لئے
کتا رکھنے کی اجازت ہے اس میں کچھ گناہ اور معصیت نہیں۔

حدیث:۔ ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
شخص کتا پالتا ہے اس کے اعمال سے ثواب میں سے ایک قیراط[1] ہر روز کم ہو جاتا ہے،

[1] قیراط سے یہاں ایک بہت بڑا وزن مُراد ہے جس کی مقدار خدا ہی کو معلوم ہے۔ ۱۲

لیکن مویشی یا زراعت کی حفاظت اور شکار کے لئے جو کتا رکھا جائے اس میں یہ گناہ اور خرابی نہیں وہ جائز ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

(۷۳) عورت کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت حلال ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بلاشبہ حلال ہے ذبح کرنے میں مرد و عورت میں کچھ فرق نہیں، (اگرچہ حائضہ عورت ذبح کرلے)۔

حدیث:۔ حضرت کعب بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے پتھر[ل] سے بکری ذبح کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حلال رہی یا حرام؟ آپ نے اس کے کھانے کا حکم فرمایا۔ (بخاری۔ ابن ماجہ)

(۷۴) مرغ کا گوشت کھانا کبھی حضرت رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: بے شک ثابت ہے۔

حدیث:۔ ابو موسیٰ اشعری رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مُرغ کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۷۵) اگر گھی یا تیل میں چُوہا گر کر مر جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں، اور اُس کو کیا کرنا چاہیئے؟

[ل] یہ عورت جنگل میں کعب رضؓ کی بکریاں چرا رہی تھی اتفاق سے ایک بکری مرنے لگی تو ایک پتھر کو توڑ کر اس کی تیز دھار سے اس بکری کو ذبح کر دیا کیونکہ اسوقت وہاں پر دوسرا ہتھیار موجود نہ تھا۔

جواب :- گھی اگر جما ہوا ہے تو جس جگہ چُوہا گِرا ہے وہاں سے اور کسی قدر اُس کے گرد چار طرف سے نکال کر گرا دینا چاہیئے۔ باقی گھی پاک اور اُس کا استعمال جائز ہے۔ تیل اور پگھلا ہوا گھی چوہا گرنے سے بالکل ناپاک ہو جائے گا اُس کو کھانا جائز نہیں البتہ اگر اس کو مکانات وغیرہ میں چراغ جلانے کے کام میں لایا جائے تو جائز ہے۔ مسجد میں اُس کا جلانا جائز نہیں۔

حدیث :- میمونہ رضؓ فرماتی ہیں کہ چُوہا جو گھی میں گِر جائے اُس کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ (اگر جما ہوا ہے تو اُس چُوہے کو اور اُس کے گِرد سے گھی کو گِرا دو اور باقی اپنے گھی کو کھا لو اور پگھلا ہوا ہے تو اس کے قریب مت جاؤ۔ (یعنی ناپاک ہے استعمال نہ کرو)

(بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و نسائی و ابوداؤد و موطاؔ)

(۶۷) ہندو یا عیسائی وغیرہ کے برتن جن میں وہ بدتمیزی سے کھاتے پیتے ہیں اور کبھی نجس چیزیں بھی پکا لیتے ہیں۔ مسلمان کو استعمال کرنے اور بوقتِ ضرورت ان میں کھانا پکانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- اِس قسم کے برتنوں کے استعمال کی جب سخت ضرورت ہو ان کو خوب صاف کر کے دھو ڈالیں تو اُن کا استعمال اور اُن میں کھانا پکانا سب جائز و درست ہوگا اور جن میں نجاست نہیں پکاتے اُن کو بلا ضرورتِ سخت بھی استعمال جائز ہے۔

حدیث :- ابو ثعلبہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ، یا حضرت مشرکین کی ہانڈیوں[1] میں ہم کھانا پکا لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہ پکایا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر ضرورت ہو اور کوئی چارہ ہی نہ ہو، تب کیا کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں ان کو اچھی طرح دھو کر صاف کر لو اور پھر اس میں پکا کر کھاؤ۔ (بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ)

(۷۷) پیتل (جس کو پھول بھی کہتے ہیں) اور کانسی اور بلّور اور شیشہ (کانچ) کا برتن استعمال کرنا اور ان میں کھانا یا وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز و درست ہے۔

حدیث اوّل: حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیتل کے ایک بڑے پیالے سے غسل کیا کرتے تھے۔ (ابو داؤد)

حدیث دوم: عبد اللہ بن زید رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لئے پیتل کا ایک پیالہ نکالا آپ نے اُس سے وضو فرمایا۔ (ابن ماجہ۔ ابو داؤد۔ بخاری)

حدیث سوم: ابن عبّاس رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک آبگینہ (کانچ اور شیشہ) کا پیالہ تھا جس میں آپ (پانی اور دودھ وغیرہ) پیتے تھے۔ (ابن ماجہ)

---

[1] ابن ماجہ کے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ ابو داؤد میں تصریح ہے کہ وہ ان میں لحم خنزیر پکاتے تھے۔ ۱۲

(۷۸) حیض کی حالت میں عورت کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا یا اُس کا جھوٹا کھانا اور اس کے ساتھ کھانا پینا حلال و جائز ہے یا نہیں۔ اور اُس کا ہاتھ، منہ اور بدن پاک ہوتا ہے یا نجس؟

جواب:۔ اس کے ساتھ اور اُس کا بچا ہوا کھانا بلا شک وشبہ حلال و جائز ہے اور اس کا پکایا ہوا کھانا جائز اور پاک ہے۔ اُس کے ہاتھ وغیرہ اور بدن ناپاک نہیں ہوتا البتہ جس جگہ کوئی ظاہری ناپاکی (خون وغیرہ) لگ جائے، وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی۔

حدیث اوّل:۔ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں حالتِ حیض میں ایک برتن میں سے (دودھ یا پانی) پی کر اسی (کے باقیماندہ) کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی تھی تو آپ میرے مُنہ کی جگہ اپنا دہن مبارک لگاتے (اور پی لیتے تھے)" تاکہ معلوم ہو جائے کہ حائضہ کا منہ نجس اور ناپاک نہیں ہوتا۔

(مسلم۔ ابن ماجہ)

حدیث دوم:۔ شریح بن ہانی نے عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ کیا حالتِ حیض میں عورت اپنے خاوند کے ساتھ کھانا کھا سکتی ہے؟ عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ، ہاں کھا سکتی ہے۔ میں حائضہ ہوتی تھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ کھلاتے تھے۔ (نسائی)

حدیث سوم:۔ عبداللہ بن سعد انصاری رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے حائضہ کے ساتھ کھانے کو دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ اور اندیشہ نہیں) اس کے ساتھ کھاؤ۔ (ترمذی)

حدیث چہارم:۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں حیض میں ہوتی تھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک دھوتی تھی۔

(بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ موطا)

(۷۹) گرم گرم کھانے کو بعض لوگ منع بتلاتے ہیں۔ بعض کھانوں کو اگر سرد کر دیا جائے تو بالکل بے مزہ اور خراب ہو جاتے ہیں۔

جواب:۔ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گرم کھانے کی ممانعت بھی فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ ممانعت اسی وقت ہے کہ کھانا بہت شدید گرم ہو اور گرمی کا جوش نہ گیا ہو، جس سے معدہ بلکہ مُنہ اور ہاتھ کو بھی ضرر پہنچتا ہے۔ باقی معمولی طور پر گرم کھانا جو کھایا جاتا ہے اس کی ممانعت نہیں اور جن چیزوں کو زیادہ گرم کھانے پینے میں نفع اور ذائقہ ہو ان کو تیز گرم کھا لینا بھی جائز ہے، جیسے چاء اور کافی۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک روز گرم گرم کھانا لایا گیا۔ آپ نے اس کو تناول فرمایا اور کھانے بعد خدا تعالےٰ کا شکر کر کے فرمایا کہ بہت مدت سے گرم کھانا کھانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا (ابن ماجہ)

(۸۰) کھانے کے بعد خلال کرنے کو لوگ ثواب بتلاتے ہیں، یہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب :- واقعی موجبِ ثواب اور مستحب ہے مگر لوگوں کے سامنے بدتمیزی سے خلال کرنا اور تھوکنا مکروہ ہے۔ اسی طرح مسواک کرکے دوسروں کے سامنے خون بہانا جس سے ان کو نفرت ہو، مکروہ و مذموم ہے۔ یہ مسئلہ بڑے بڑے محدّثین نے لکھا ہے۔

حدیث :- ابو ایّوب انصاری اور عطاء رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امّت میں سے جو لوگ وضو میں[1] اور کھانے پر (یعنی کھانا کھانے کے پیچھے) خلال کرتے ہیں وہ خوب ہیں۔ (احمد، طبرانی)

(۸۱) دو چار مہینے یا سال بھر کے خرچ کے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے ایک دفعہ غلّہ وغیرہ لے کر ڈال لینا کچھ مکروہ یا خلافِ توکّل ہے کہ نہیں؟

جواب :- ہرگز نہیں، اس قسم کے ذخیرے میں نہ کچھ کراہت ہے اور نہ خلافِ توکّل۔

حدیث :- ابن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ہر ایک زوجۂ مطہرہ کو ہر سال خیبر[2] کی پیداوار میں سے اسّی وسق خرما اور بیس

---

[1] وضو کے ساتھ خلال کا مطلب صحابہ رضہ نے پوچھا تو آپ نے فرمایا بلکہ وضو کا خلال، کلّی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور انگلیوں کو بیچ میں سے صاف کرنا ہے۔ ۱۲

[2] خیبر ایک مقام ہے مدینۂ منوّرہ سے چار منزل شام کی طرف اس میں یہودی رہتے تھے ۷ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ کو سردارِ فوج بنا کر ان کے ہاتھ (باقی بر صفحہ ۷۱)

وسق جو عطا فرماتے تھے۔ (بخاری و ابوداؤد)

(۸۲) مشہور ہے کہ عصر کے بعد کھانے پینے سے قبر میں عذاب ہوتا ہے اور کھانے والے کے جو صغیر سن بچے مر گئے ہوں، ان کو جنت میں کھانا دینا بند کر دیا جاتا ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب :۔ عصر کے بعد کھانا پینا بالکل جائز و درست ہے، ہرگز موجبِ عذاب نہیں اور نہ مُردہ بچوں کے رزق میں اس سے کچھ نقصان ہوتا ہے۔

حدیث اوّل :۔ سوید بن نعمان رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کے سال (یعنی جس سال خیبر فتح ہوا ہے خیبر پر فوج کشی اور فتح کرنے کے لئے) نکلے، جب صہبا میں پہنچے جو خیبر کے قریب ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد کھانا منگایا (یعنی سب صحابہ رضؓ سے فرمایا کہ اپنا اپنا کھانا لے آئیں) تو ستّو کے سوا کچھ نہ لایا گیا (یعنی سب کے پاس ستّو ہی تھا وہی لے آئے) آپ نے ارشاد فرمایا تو اس میں پانی ملا کر سان لیا گیا آپ نے بھی کھایا اور ہم نے بھی۔ پھر مغرب کی نماز کے لئے اُٹھے تو آپ نے کُلّی کرلی اور ہم نے بھی اور وضو نہیں فرمایا۔ (بخاری۔ موطاّ۔ نسائی)

حدیث دوم :۔ جابر بن عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ جس سال مکّہ فتح ہوا ہے رسول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰) اُس کو فتح کرایا۔ اس کی پیداوار میں سے آپؐ ازواجؓ کو دیکر باقی تقسیم فرما دیتے مگر ازواجِ مطہرات اس کو بہت جلد صدقہ و خیرات کرکے خالی ہوجاتی تھیں۔ ۱۲

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ سے) مکہ کی طرف رمضان میں سفر کیا (اور راستہ میں) روزے رکھتے رہے اور ساتھ والے لوگوں نے بھی روزہ رکھا۔ جب آپ کراع الغمیم[۱] پر پہنچے تو آپ نے عصر کے بعد ایک پیالے میں پانی منگا کر اُس کو اتنا اونچا کر کے پی لیا کہ (سب لوگوں نے آپ کو پیتے ہوئے دیکھ لیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ روزہ نہیں ہے پھر مکہ تک افطار کرتے رہے، روزے نہیں رکھے کیونکہ مسافر روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے۔ (مُسلم، بلفظ بعد العصر بخاری شریف)

لباس اور زیور وغیرہ

(۸۳) سیاہ لباس کا استعمال جائز ہے یا کچھ کراہت وممانعت ہے۔

جواب:۔ بعض علماء نے سیاہ لباس کو بوجہ مشابہت اہلِ نار وغیرہ مکروہ فرمایا ہے مگر ان کا قول ضعیف ہے۔ سیاہ کپڑے کا پہننا بلاشُبہ درست بلکہ مسنون ہے۔

حدیث اوّل:۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں سیاہ عمامہ باندھے ہوئے داخل ہوئے۔ (ابن ماجہ)

(۸۴) عمامہ باندھ کر پیچھے یا دائیں بائیں طرف شملہ چھوڑنا درست ہے، یا

---

[۱] "کراع الغمیم"، مدینہ سے سات منزل مکہ سے تقریباً ۲۸ کوس ایک سیاہ پہاڑی اور نالہ کا نام ہے۔ ۱۲

مکروہ و بدعت ؟

جواب :- دائیں طرف بھی چھوڑنا مسنون ہے اور پیچھے بھی اور دو شملہ چھوڑنا بھی جائز ہے اور ایک بھی، البتہ بائیں جانب شملہ چھوڑنے کا ثبوت نہیں، اس کو علماء نے بدعت فرمایا ہے۔

حدیث اوّل :- عمرو بن حریث رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حالت میری آنکھوں میں پھرتی ہے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور اس کے دونوں پلّے (یعنی پلّو یا دونوں طرفین) آپ نے مونڈھوں کے درمیان چھوڑ رکھے تھے۔ (ابن ماجہ)

الحمد للہ رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذ اللباس۔

حدیث دوم :- عبادہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عمامے باندھا کرو اس لئے کہ وہ فرشتوں کا (لباس اور) علامت ہے اور ان کو پشت کی جانب چھوڑا کرو (یعنی شملہ)۔ (بیہقی)

حدیث سوم :- ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو مونڈھوں کے درمیان میں چھوڑتے۔ (ترمذی)

(۸۵) بعض آدمیوں کے مزاج اور طبیعت کو یہ امر پسند ہوتا ہے کہ ہمارا کپڑا جوتا وغیرہ عمدہ اور مکلّف اور سب چیزیں صاف اور درست رہیں، اسی لئے وہ ہمیشہ عمدہ لباس اور چیزیں استعمال کرتے ہیں اور اپنی ہیئت کو پسندیدہ اور مکلّف رکھتے ہیں۔ یہ امر کچھ مذموم اور داخلِ تکبر ہے یا نہیں؟

جواب :- صرف صاف اور مکلّف لباس وغیرہ رکھنا کچھ مذموم نہیں بلکہ درصورتِ مقدور و طاقت یہی مستحب و پسندیدہ ہے، داخلِ تکبّر نہیں۔ البتہ دوسروں کو ذلیل یا ان کے لباس وغیرہ کو حقیر سمجھنا اور اپنے دل میں بڑائی کا خیال رکھنا نہایت معیوب و حرام ہے۔ نیز حد سے زیادہ زینت میں مصروف رہنا اور فضول خرچی کرنا بھی معصیت میں داخل ہے۔

حدیث :- ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں ذرّے کے برابر بھی تکبّر ہوگا وہ جنّت میں داخل نہ ہو سکے گا ایک شخص نے عرض کیا کہ بعض آدمیوں کو محبوب ہوتا ہے کہ اُن کا کپڑا بھی اچھا رہے، جوتا بھی عمدہ ہو (کیا یہ بھی تکبّر ہے؟) آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے جمیل ہے، جمال (خوبصورتی و صفائی) کو پسند کرتا ہے۔ پس ان امور کو تکبّر نہ سمجھنا چاہیے۔ بلکہ حق بات سے (زبردستی براہِ نخوت) انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل حقیر سمجھنا تکبر ہوتا ہے۔ (مسلم)

(۸۶) اگر کُرتا اور پاجامہ دونوں کو ایک وقت پہننا منظور ہو تو پہلے کس کو پہنے؟

جواب :- جس کو چاہے پہلے پہن لے ہر طرح جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ کرتا یا قمیص وغیرہ پہلے پہنے اور پاجامہ بعد میں پہنے۔

حدیث :- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ انبیاءؑ کے لباس پہننے کے طریقوں میں سے یہ ہے (کہ قمیص یعنی کرتا وغیرہ کو) پاجامہ سے پہلے پہنے۔ (طبرانی)

(۸۷) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سب لوگ تہبند استعمال کرتے تھے۔ پس آج کل جو پاجامہ عموماً پہنا جاتا ہے، یہ بدعت ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ بدعت اور ناجائز نہیں، کیوں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ پاجامہ استعمال فرمانا ثابت نہیں اور آپ کا پاجامہ پہننے کی نسبت جو روایت ہے، اس کو علماء نے موضوع کہا ہے۔ لیکن آپ نے پاجامہ خریدا ہے اگر ناجائز ہوتا تو آپ خرید نہ فرماتے۔

حدیث:۔ سعید بن قیس رضؓ فرماتے ہیں کہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور ایک پاجامہ کی قیمت چکائی (یعنی قیمت طے کر کے خرید لیا)۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

(۸۸) میدانِ جنگ کے لئے کوئی خاص کپڑا مقرر کر لینا کہ اکثر اُسی کو پہن کر جائیں، درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بلاشبہ دُرست ہے۔

حدیث:۔ ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسماءؓ نے ایک دفعہ ریشمی گھنڈیوں کا ایک جبہ نکال کر دکھلایا اور کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب دشمن سے

مقابل ہوتے تو اس کو پہنا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

(۸۹) رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی بلا عمامہ کے صرف ٹوپی کو بھی پہنا ہے یا نہیں؟

جواب:- بعض دفعہ استعمال فرمایا ہے۔ صحاح ستہ کی روایت ہے اشارۃً، اور دوسری روایت سے صاف صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے۔

حدیث اوّل:- ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ (طبرانی)

حدیث دوم:- ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ٹوپی کو عمامہ کے نیچے بھی پہنتے تھے اور بدون عمامہ کے بھی اور کبھی (ضرورۃً) عمامہ بدون ٹوپی کے پہنتے تھے۔ (ابن عساکر)

(۹۰) مرد کو سونے چاندی کی انگشتری پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- سونے کی انگشتری مرد کو حرام و ناجائز اور موجب نار ہے۔ مگر چاندی کی انگشتری جائز ہے بشرطیکہ ساڑھے چار ماشے سے زیادہ نہ ہو اور لوہے کی انگوٹھی بھی ناجائز ہے۔

حدیث اوّل:- ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا آپ نے اُس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ بھلا کوئی تم میں سے آگ کے انگارے

کو اُٹھا کر ہاتھ میں رکھ سکتا ہے (یعنی جیسے اُس کو ہاتھ میں نہیں لینا اور ڈرتا ہے، اسی طرح اس سے بچنا چاہیئے۔ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو لوگوں نے اس سے کہا کہ اپنی انگشتری کو اُٹھا کر کام میں لے آ (یعنی فروخت کر کے کسی کام میں لگا لے) اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں ایسی چیز کو کبھی نہ اُٹھاؤں گا جس کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھینک چکے ہوں[۱]۔ (مسلم)

حدیث دوم :- ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کو (مردوں کے لئے) منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ)

حدیث سوم :- انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نگینہ حبشی[۲] تھا اور اس میں محمد رسول اللہ منقوش تھا۔ (ابن ماجہ۔ ترمذی۔ بخاری۔ مسلم)

حدیث چہارم :- بریدہ رضؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوا آپؐ نے فرمایا کہ کیا ہوا

---

[۱] انگوٹھی کو اُٹھا کر کام میں لانا جائز تھا مگر ان صحابی کی حقانیت اور احتیاط نے گوارا نہ کیا کہ آپ کی ناپسندیدہ شے کو کسی دوسرے کام میں بھی لگا دیں۔ ۱۲ منہ

[۲] یعنی عقیق کا تھا جس کی کان حبشہ میں ہوتی ہے یا حبشہ کے طرز کا بنا ہوا تھا۔ اس میں محمد رسول اللہ، اس طرح محمد رسول اللہ منقوش تھا۔ ۱۲

تجھ میں سے بُتوں کی بُو کیوں آتی ہے؟ (یعنی اِس انگشتری میں بُتوں کی مناسبت ہے، جائز نہیں) اُس شخص نے اُس کو نکال ڈالا اور لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ہوا تو نے دوزخیوں کا زیور (لوہا) کیوں پہنا ہے؟ اُس نے اُس کو بھی نکال ڈالا اور عرض کیا کہ حضرت پھر کس چیز کی انگوٹھی بناؤں آپ نے فرمایا کہ چاندی کی بناؤ مگر ایک مثقال سے کم رکھنا۔ (ابوداؤد)

حدیث پنجم:۔ مسلم بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہو خداتعالےٰ اس کو کبھی پاک نہ کیجیو۔ بَد دُعا ہے یعنی کبھی اُس کو آگ سے نہ بچائیو۔ (طبرانی)

(۹۱) ناک کان اگر کٹ جائے اور سونے چاندی کا بنائے یا دانتوں کو سونے چاندی کے تار سے باندھ لے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ناک سونے اور چاندی دونوں کی جائز ہے اور دانتوں کو باندھنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چاندی سے جائز ہے سونے سے جائز نہیں۔

حدیث:۔ عرفجہ بن سعدرضؓ فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت[1] میں کلاب کی لڑائی میں میری ناک کٹ گئی تھی، میں نے ایک چاندی کی ناک لگائی تھی اس میں بدبُو آنے لگی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سونے کی ناک بنالینے کے

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے زمانہ کو جاہلیت کا زمانہ کہتے ہیں۔ کلاب ایک چشمہ کا نام ہے وہاں اس زمانہ میں ایک نہایت مشہور جنگ ہوئی تھی۔ امام محمدؒ کے نزدیک دانتوں کو سونے کے تار سے باندھنا بھی جائز ہے۔ ۱۲

نے ارشاد فرمایا۔ (ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی)

(۹۲) بندوق یا تلوار پر خوبصورتی کے لئے کسی جگہ چاندی لگا لینی جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جائز ہے بشرطیکہ ہاتھ سے پکڑنے کی جگہ یعنی قبضہ وغیرہ جو ہاتھ میں پکڑا جاتا ہے اس پر چاندی نہ لگائی جائے۔

حدیث:۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا قبیعہ[1] چاندی سے بنا ہوا تھا۔ (ابو داؤد و ترمذی)

(۹۳) سُنا ہے کہ مرد کو جیسے ڈاڑھی مُنڈانا حرام ہے، ایسے ہی عورت کو سر مُنڈانا حرام ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب:۔ واقعی صحیح ہے۔ جیسے مرد کو ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے اسی طرح عورت کو بال رکھنا لازم ہے۔ البتہ اگر زیادہ بڑھ جائیں تو کسی قدر کم کرا دینا جائز ہے اور چھوٹی لڑکیوں کا سر مُنڈا دینا بھی۔

حدیث اوّل:۔ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو سر مُنڈانے منع فرمایا ہے۔ (نسائی و ترمذی)

حدیث دوم:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج اپنے سر کے بالوں میں سے اتنے قطع کر دیتی تھیں کہ گویا وفرہ

[1] تلوار کے قبضہ کے اوپر جو محراب دار حلقہ لگا رہتا ہے اُس کو عربی میں قبیعہ کہتے ہیں ۱۲

ہو جاتے تھے (وفرہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو کان کی لَو تک آجائیں) مطلب یہ کہ چھوٹے معلوم ہوتے تھے۔ یہ نہیں کہ صرف کان ہی تک رہ جائیں۔

(ابوداؤد و نسائی و مسلم)

(۹۴) سینہ اور پشت وغیرہ پر جو بال نکل آتے ہیں، ان کو مونڈنا اور صاف کر دینا جائز ہے یا باقی رکھنا ضروری ہے اور زیرِ ناف وغیرہ کے بال اگر کسی انگریزی دَوا یا ہڑتال وغیرہ سے صاف کر دیئے جائیں تو دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ تمام جسم کے بال صاف کر دینا جائز ہے مُونڈ کر یا کسی دَوا سے مَردوں کے لئے زیرِ ناف بالوں کا مُونڈنا بہتر ہے لیکن کسی دَوا اور نورہ یا پوڈر سے صاف کر دینا بھی بِلاشبہ جائز ہے۔ عورتوں کے لئے مونڈنا جائز ہے لیکن دوسری تدبیروں سے صاف کرنا بہتر ہے۔

حدیث:۔ اُمِّ سلمہ رضؓ فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب نورہ (چُونا ہڑتال وغیرہ) بدن پر لگاتے تو نیچے کے بدن سے (یعنی جہاں تک پوشیدہ رکھنا فرض ہے) شروع کرکے خود نورہ لگاتے اور باقی بدن کو آپ کی ازواج رضؓ نورہ لگا دیتیں۔ (ابن ماجہ)

(۹۵) عورتوں کو مہندی سے ہاتھ رنگنا جائز ہے یا نہیں اور کسی ضرورت علاج کے لئے مرد بھی ہاتھ پاؤں یا کسی عضو پر مہندی لگا سکتا ہے؟

جواب:۔ عورتوں کے لئے مہندی لگانا نہایت بہتر اور مستحب ہے اور

علاج کے لئے مرد کو بھی استعمال جائز ہے۔

حدیث اوّل :- عائشہ رض فرماتی ہیں کہ پردہ کے پیچھے سے ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کو ایک خط (یا اور کوئی لکھی ہوئی چیز) بڑھایا (تاکہ آپ لے کر ملاحظہ فرمالیں) آپ نے بے رنگ ہاتھ دیکھ کر، اپنا دست مبارک روک لیا اور فرمایا کہ، معلوم نہیں یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اس نے عرض کیا کہ عورت کا ہی ہاتھ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر عورت ہوتی تو اپنے ناخن کو مہندی سے رنگ لیتی۔ (ابو داؤد)

حدیث دوم :- عائشہ رض فرماتی ہیں کہ عورت کے ایسی حالت میں رہنے کو کہ اس کے ہاتھ میں نہ مہندی ہو نہ رنگ کا اثر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے تھے۔ (بیہقی)

حدیث سوم :- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی سلمی رض فرماتی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کوئی کانٹا یا خراش لگ جاتا تھا تو آپ اس پر مہندی لگا دیتے تھے۔ (ابن ماجہ)

خرید و فروخت

(۹۶) کوئی وقت ایسا بھی ہے جس میں خرید و فروخت کی کچھ ممانعت ہو؟

جواب :- ہاں دو وقت ہیں جمعہ کے دن اذان پکارے جانے کے بعد

جمعہ کی نماز سے فراغت پانے تک خرید و فروخت مکروہِ تحریمی (قریب بہ حرام) ہے
اُس کی ممانعت قرآن مجید میں موجود ہے اور دوسرا وقت صبح صادق کا ہے
یعنی صبح صبح آفتاب نکلنے سے پہلے ہی نرخ چکانے اور خرید و فروخت کے معاملہ
میں مصروف ہو جائے۔ اس وقت اگرچہ خرید و فروخت مکروہِ تحریمی نہیں لیکن
کراہت اور بُرائی سے یہ بھی خالی نہیں۔

حدیث:۔ علی رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوعِ آفتاب
ہونے سے پہلے نرخ طے کرنے (یعنی مال کی قیمت وغیرہ چکانے اور خرید
فروخت کرنے) سے، اور دُودھ دیتے ہوئے جانور کو ذبح کرنے سے منع
فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ و حاکم)

(۹۷) عرف اور رواج یہ ہے کہ خرید و فروخت میں اکثر چیزوں کو کسی قدر
جُھکتا ہوا تولتے ہیں، (یعنی کسی قدر زیادہ دیتے ہیں) یہ جائز ہے یا نہیں
اور اصل مالک کے سوا اگر کوئی اس کا نائب اور ملازم کسی چیز کو وزن کرے
تو اس کو بھی اس کا اختیار ہے یا یہ اُس کا فعل خیانت سمجھا جائے گا؟

جواب:۔ مقررہ وزن سے کسی قدر جھکتا ہوا اور زیادہ دینا نہایت
پسندیدہ اور مستحب امر ہے اور نائب و ملازم وغیرہ کو بھی عرف اور رواج
کے مطابق اس کی اجازت ہے۔ مالک کی اطلاع کے بغیر بھی اگر ایسا کرے
گا تو ہرگز خائن نہ سمجھا جائے گا۔ البتہ اگر خریدار کی رعایت سے اگر بلا

اجازتِ مالک عرف و دستور سے جھکتا ہوا دے گا۔ یا ایسی چیزوں کو جن کو زیادہ دینے کا دستور اور عُرف نہیں (مثلاً سونے چاندی میں ایسا کرے تب خیانت میں داخل ہو گا۔ اصل مالک اگر اس قسم کی چیزوں میں بھی ذرا سا بڑھا جائے تو نہایت بہتر اور باعثِ ثواب ہے۔

(۹۸) جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی خود معاملہ کر کے بھی کوئی چیز خرید و فروخت فرمائی ہے یا نہیں؟

جواب :- بے شک بعض ضروریات کو آپ نے خود خرید فرمایا ہے، اور بعض چیزوں کو خود فروخت بھی کیا ہے۔

(۹۹) اِس طرح بیچنا کہ جو شخص زیادہ قیمت دے وہی خرید لے (جس کو نیلام کہتے ہیں) جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- جائز ہے لیکن کسی اپنے آدمی کو قیمت بڑھانے اور خریدار کو دھوکہ دینے کے لئے مقرر کر لینا ممنوع ہے، جیسے کہ بعض لوگ جھوٹی بولی بولنے کے لئے آدمی مقرر کر لیتے ہیں جس سے خریدار زیادہ قیمت بول کر پچھتاتا ہے اور مال اُس کے ذمہ پڑ جاتا ہے۔

حدیث اوّل :- جابر بن عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم وزن کیا کرو تو جھکتا ہوا تولو (یعنی جس طرف مال رکھا ہوا ہے وہ پلّہ نیچا ہو جائے) (ابن ماجہ)

حدیث دوم :- سوید بن قیس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں اور مخرفۃ العبدی تجارت کے لئے باہر سے کپڑا خرید کر مکہ میں لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیادہ ہمارے پاس تشریف لاتے اور ایک پاجامہ کی قیمت طے کی، اس کو ہم نے آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ وہاں ایک شخص تھا جو قیمت[1] کو تولتا تھا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ جھکتا ہُوا تولو۔ (نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد و احمد و حاکم و ابن حبان)

حدیث سوم :- جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر میں (ایک غزوہ سے واپس آتے ہوئے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک اونٹ بیچا۔ جب ہم مدینہ پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا کہ، مسجد میں جاکر دو رکعتیں[2] پڑھو۔ پھر آپ نے وزن کرا کر مجھ کو قیمت دی اور جھکتا ہوا تولا۔ حضرت بلال رضؓ سے فرمایا کہ جھکتا ہوا تولنا۔

(بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی)

حدیث چہارم :- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] یعنی کپڑے کی قیمت میں جو لوگ غلّہ یا خُرما وغیرہ دیتے تھے (جیسا کہ اس زمانے میں کہیں کہیں خصوصاً دیہات میں دستور ہے) اس کو تولتا تھا۔ تو حدیث کے الفاظ کا دوسرا مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ جو کچھ اس سے دِلایا جاتا وہ اجرت لے کر تولتا تھا۔ ۱۲ منہ

[2] سفر سے آنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مسنون ہے۔ ۱۲ منہ

نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اپنی زرہ اُس کے پاس رہن رکھ دی۔

(بخاری و مسلم)

حدیث پنجم:- اَنس رضؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص (صدقہ کے مال میں سے) سوال کرنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کچھ بھی نہیں اُس نے عرض کیا کہ ہاں ایک کمبل (یا ٹاٹ) جس میں سے کچھ حصّہ بچھا لیتے ہیں اور کچھ اوپر اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم سب پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو میرے پاس لے آؤ! انھوں نے لاکر حاضر کیں، تو آپ نے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اِن دونوں کو کوئی خریدتا ہے (حاضرین میں سے) ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ایک درہم کو لیتا ہوں۔ آپ نے دو تین مرتبہ فرمایا کہ کوئی ایک درہم سے زیادہ دیتا ہے۔ ایک دوسرے شخص نے عرض کیا کہ میں دو درہم کو لیتا ہوں، آپ نے وہ دونوں چیزیں ان کو دے دیں۔ اور دوٗ درہم لے کر انصاری کو دیئے اور فرمایا کہ ایک درہم کا غلّہ لے کر اپنے گھر والوں کو دے آؤ اور دوسرے درہم سے بسولا[1] خرید کر میرے پاس لاؤ۔ وہ خرید کر آپ کے پاس لائے تو آپ نے دست مبارک سے اس میں ایک لکڑی لگا دی اور

---

[1] بسولا یا کلہاڑا جس سے لکڑیاں کاٹتے ہیں فارسی میں تبر اور تیشہ کہتے ہیں۔ ۱۲

فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹ کر بیچو اور پندرہ روز تک میں تم کو نہ دیکھوں (یعنی کام میں لگے رہنا یہاں نہ آنا) پندرہ روز کے بعد وہ آئے اور دس درہم حاصل کرکے لائے جن میں سے بعض کا کپڑا اور کچھ درہموں کا غلہ خریدا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ (مشقت کرکے کھانا) اس سے بہتر ہے کہ تم قیامت میں اپنی پیشانی پر سوال (اور گداگری) کا داغ لے کر آتے۔

(ابن ماجہ و ابوداؤد و ترمذی مختصراً)

کارآمد و ضروری جائز اور ناجائز متفرق و عجیب باتیں

(۱۰۰) بیعت کے وقت جس طرح مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ مرد دیتے ہیں، اسی طرح عورتوں کو بھی چاہیئے یا صرف زبانی بیعت بھی کافی ہے۔

جواب:۔ بیعت کے وقت ہاتھ میں ہاتھ دینا بقاعدۂ شریعت و طریقت کچھ ضروری نہیں۔ مردوں سے بھی صرف زبانی بیعت کافی ہو سکتی ہے، البتہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا مردوں کے لئے مسنون ہے اور نامحرم عورتوں کے ہاتھ کو چھونا تو بالکل ناجائز و حرام ہے، جو جاہل پیر ایسا کرتے ہیں، وہ گنہگار ہوتے ہیں۔

حدیث اوّل :- حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیعت میں عورتوں سے صرف وہی وعدہ لیتے تھے جن کا خدا تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کبھی (بیعت کے وقت) کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ آپ جب اُن سے بیعت لیتے (یعنی حسب قاعدہؔ اقرار کرا لیتے) تو صرف زبانی یہ فرما دیتے کہ جاؤ ہم نے تم کو بیعت کر لیا۔

(بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حدیث دوم :- امیمہ رضؓ بنت رقیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی چند رشتہ دار عورتوں کے ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہم سے ہاتھ ملا لیجئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ سَو عورتوں سے بھی اسی طرح زبانی بیعت لیتا ہوں، جیسے ایک عورت سے۔

(موطأ امام مالک۔ ترمذی۔ نسائی)

(۱۰۱) بعض حدیثیں اور بزرگوں کے اقوال میں خاموشی کی نہایت تعریف کی گئی ہے اور مفید خلق اور نیک کلام کا بھی بڑا ثواب وارد ہوا ہے اب

ؔ یہ حکم ہے کہ شرک نہ کریں، چوری نہ کریں، زنا نہ کریں، اولاد کو قتل نہ کریں بہتان کسی کو نہ لگائیں۔ کسی امر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کریں۔

(پارہ ۲۸۔ سورۂ ممتحنہ رکوع ۲)

فرمائیے کہ دونوں میں بہتر اور زیادہ ثواب کا موجب کون ہے؟

جواب:۔ خدا تعالےٰ کا ذکر اور نیک کلام جس سے دوسروں کو نفع پہنچے، خاموشی سے بدرجہا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابوذر رضؓ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے حضرت عثمان رضؓ نے پوچھا کہ جناب تنہا کیوں بیٹھے ہو؟ ابوذر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ بُرے ہمنشین سے تنہائی بہتر ہے اور اچھا ہمنشین تنہائی سے بہتر، اور نیک کلام کہنا سکوت سے بہتر ہے اور بُرے کلام سے سکوت بہتر ہے۔ (بیہقی)

(۱۰۲) عورتوں کو لکھنا سِکھلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بعض علماء نے بوجہ مصلحت وغیرہ کے اس کو ناجائز فرمایا ہے مگر صحیح اور قوی قول یہ ہے کہ جائز و درست ہے۔

حدیث:۔ شِفاء[۱] رضؓ فرماتی ہیں کہ میں حفصہ رضؓ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اُن کو (یعنی حفصہ رضؓ کو) سُرخ[۲] بادہ کا منتر کیوں نہیں سِکھلا دیتی جیسے ان کو لکھنا سِکھلا دیا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۰۳) کسی کا استقبال کرنا یعنی شہر سے باہر یا مکان سے آگے جا کر اس سے

---

[۱] یہ ایک نہایت عاقلہ فاضلہ صحابیہ عورت ہیں۔ ۱۲ [۲] بدن سُرخ ہو کر چھوٹے چھوٹے دانے نِکل آتے ہیں، اس کو سُرخ بادہ کہتے ہیں۔ ۱۲ عبدالرحیم

خوب سمجھنا چاہیے اُن لوگوں کو جو خاموشی کی ولدیت کی علاوہ جانتے ہیں

ملاقات کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ یہ امر جائز و مسنون ہے۔

حدیث :۔ سائب بن یزید رضؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبوک سے تشریف لائے تو ہم لوگ معہ بچّوں کے ثنیۃ الوداع تک آپ کی ملاقات کے لئے گئے تھے۔ (بخاری۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

(۱۰۴) معانقہ کرنا، یعنی بغل گیر ہو کر ملنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ بے شک عرصہ کے بعد ملاقات ہونے یا دُور کے سفر سے واپس آنے کے مواقع پر یہ امر مسنون و مستحب ہے۔

حدیث اوّل :۔ شعبیؒ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جعفرؓ[۱] بن ابی طالب سے ملاقات کی تو ان کو چمٹ گئے (یعنی معانقہ کیا) اور آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

حدیث دوم :۔ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ زید بن حارثہ رضؓ نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کپڑا یعنی چادر کھینچتے برہنہ ہی کھڑے ہو گئے اور زیدؓ سے معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ خدا کی قسم میں نے آپ کو نہ اس واقعہ سے پہلے اور نہ پیچھے کبھی برہنہ نہیں دیکھا۔ یعنی ہمیشہ آپ تہبند پر چادر اوڑھے رہتے تھے ایسا کبھی نہ دیکھا تھا کہ صرف تہبند ہو اور بالائے

---

[۱] حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی۔ ۱۲

بدن برہنہ کئے ہوئے بیٹھے ہیں یا باہر چلے جائیں باقی غسل وغیرہ کے لئے اگر کبھی چادر اُتار دی ہو تو اس کا ذکر نہیں۔ (ترمذی)

(۱۰۵) کسی ملاقاتی یا مہمان کو رخصت کرنے کے وقت مکان کے باہر تک اس کے ساتھ جانا۔ یا سفر کا ارادہ کرنے والے کو شہر سے باہر یا تھوڑی دُور تک پہنچا دینا کیسا ہے؟

جواب:- ہر دو امر مسنون و مستحب ہیں حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ اور خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ جب کسی کو سفر پر روانہ کرتے تو اس کے ساتھ کسی قدر دُور تک جاتے تھے۔

حدیث:- ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مہمان کے ہمراہ گھر کے دروازہ تک نکلنا مسنون ہے۔ یعنی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

(۱۰۶) ایک گھوڑے یا خچر پر دو آدمیوں کا سوار ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر جانور توانا و تندرست ہے تو سوار ہونا جائز ہے اور ضعیف و ناتوان پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ظلم ہے۔ اگر جانور قوی ہو یا سوار بہت ہلکے کم وزن ہوں تو تین کے سوار ہونے میں بھی مضائقہ نہیں۔

حدیث اوّل:- بریدہ رضؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ پا تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک شخص جو عربی گدھے پر سوار تھا آپؐ کے قریب آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (آپ بھی) سوار ہو لیجیے

اور خود پیچھے کو ہٹ گیا (یعنی آپ کے لئے آگے جگہ چھوڑ کر خود سواری کی پشت کی طرف ہٹ گیا) آپ نے فرمایا کہ نہیں نہیں تم اپنی سواری کے صدر کے زیادہ مستحق ہو (یعنی اگلی جانب جو سواری کے لئے نہایت موزوں و مناسب ہے، وہ تمہارا حق ہے پیچھے نہ ہٹو) البتہ اگر تم اجازت دو (تو صدر پر ہم بھی سوار ہو سکتے ہیں) اس نے عرض کیا کہ بیشک میں صدر کو آپ ہی کے لئے دیتا ہوں (یہ سن کر آپ سوار ہو گئے)[1]

(ترمذی۔ ابوداؤد)

حدیث دوم:۔ عبداللہ بن جعفرؓ (علیؓ کے بھتیجے) کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو ہمارے عزیز (بچوں کو) استقبال کے لئے لے جاتے تو جو سب سے پہلے پہنچایا جاتا۔ آپ اُس کو اپنے آگے سوار کر لیتے۔ ایک دفعہ (سب سے پہلے) مجھ کو لے گئے تو آپ نے مجھ کو اپنے آگے سوار کر لیا۔ پھر حسنؓ یا حسینؓ کو لے گئے تو آپ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ پس ہم اسی حالت میں مدینہ داخل ہوئے۔ (یعنی ایک سواری پر تینوں سوار تھے)۔ (ابوداؤد)

(۱۰۷) گھوڑا وغیرہ سواری کے جانور کو کوڑا وغیرہ مار کر چلانا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] جب صحابی نے اپنی جگہ سے ہٹ کر آپ کو سوار ہونے کے لئے کہا اسی وقت آپ کو صدر دابہ پر سوار ہو جانا جائز تھا لیکن آپ نے خوب تصریح سے اس کو مسئلہ بتلا کر زبان سے بھی اجازت لے لی کہ شاید یہ ناواقف ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ نبیؐ کے سامنے خود مالک کو سواری کے صدر پر سوار ہونے کا حق نہیں رہتا۔ ۱۲

جواب :- اگر باوجود طاقت کے چلنے میں سستی کرے تو معمولی طور سے مار دینا جائز ہے مگر سر پر نہ مارے۔ طاقت سے زیادہ بوجھ لاد کر یا ناتوان کو خواہ مخواہ مارنا اور بیدردی سے پیٹنا یہ سب ظلم اور سخت ممنوع ہے۔

حدیث :- جابرؓ ایک غزوہ سے مدینہ واپس آنے کے حال میں ایک طویل حدیث میں کہتے ہیں کہ میرا اونٹ (چلتے چلتے) کھڑا ہو گیا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابرؓ ذرا مضبوط ہو کر بیٹھ جانا (یہ کہہ کر) آپنے ایک کوڑا مارا جس سے اونٹ کو دیڑا (اور سب سستی دُور ہو کر تیز چلنے لگا) (بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۰۸) جو شخص نابینا ہو اُس سے بھی عورتوں کو پردہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب :- جیسے بینا لوگوں سے پردہ واجب ہے اسی طرح نابینا سے ضروری ہے کیونکہ گو اُس کو نظر نہیں آتا لیکن عورتوں کو اس پر نظر ڈالنا بھی تو جائز نہیں۔

حدیث :- اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میمونہؓ بھی وہیں تھیں کہ ابن ام مکتوم (ایک نابینا صحابی مؤذن مدینہ) آئے اور جس جگہ ہم تھے وہیں داخل ہو گئے اور یہ اُس زمانے کا قصہ ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں ان سے چھپ جاؤ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ تو نابینا ہیں ہم کو دیکھ نہیں سکتے (پھر پردے کی کیا ضرورت ہے؟) آپنے فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم بھی اُن کو نہیں دیکھ سکتیں؟ (ابو داؤد۔ ترمذی)

(۱۰۹) مکان کو قفل لگانا جائز ہے یا نہیں اور یہ فعل خلافِ توکّل اور مکروہ تو نہیں؟

جواب :- اس میں نہ کچھ کراہت ہے اور نہ یہ فعل خلافِ توکّل ہے بلکہ جائز و درست ہے. حفاظت وغیرہ کی ظاہری تدبیر کرنا اور پھر بھروسہ خدا تعالےٰ پر کرنا بھی توکّل ہے اور یہی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تعلیم فرماتے تھے.

حدیث :- دکین بن سعید رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر غلّہ کا سوال کیا. آپؐ نے فرمایا کہ اے عمر رضؓ! جاؤ ان کو غلّہ دے دو. حضرت عمر رضؓ ہم کو ساتھ لے کر ایک بالاخانہ پر گئے اور اپنے کمر بند[1] میں سے کنجی نکال کر قفل کھولا اور غلّہ دے دیا. (ابو داؤد)

(۱۱۰) بزرگوں کی خدمت میں ہدیہ اور تحفہ لاکر اس قسم کے الفاظ کہنا جائز ہیں یا نہیں کہ یا حضرت آپ کے لائق تو نہیں مگر قبول فرمالیجئے. یا یہ کہ بہت تھوڑی مقدار ہے؟

جواب :- ہاں بہ طور تواضع اور کسر نفسی کے اپنے ہدیہ کی کسی قدر تحقیر کر دینے میں کچھ مضائقہ نہیں.

حدیث مع معجزہ :- اَنَس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلےّ اللہ علیہ وسلّم نے زینب رضؓ سے شادی کی تو میری والدہ اُمّ سلیم رضؓ نے خرما اور گھی اور پنیر لے کر مالیدہ بنایا اور اس کو ایک پیالے میں رکھ کر کہا کہ اے اَنَس رضؓ اس کو رسول اللہ صلےّ اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور کہنا کہ یہ مالیدہ میری والدہ نے آپ کے لئے بھیجا ہے

[1] پاجامے کا کمر بند نہیں بلکہ ناف پر ہی کپڑا بندھا ہوا تھا. ۱۲

خیال گزرتا ہے کہ یہ بھی تابعی ہیں اور فضل بن دکین کے بھائی ہیں.

اور آپ کو سلام کہتی تھیں اور عرض کرتی تھیں کہ، یا حضرتؐ ہماری طرف سے آپ کے لئے یہ بہت قلیل ہے (یعنی آپ کے لایق نہیں، مگر قبول فرما لیجئے۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ) میں اُس کو لے گیا اور (والدہ نے جو کچھ کہا تھا) عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ، اِس کو رکھ دو۔ پھر فرمایا کہ جاؤ فلاں اور فلاں کو بُلا لاؤ (اسی طرح آپ نے بہت سے آدمیوں کے نام بتلائے اور فرمایا کہ) جو کوئی راستہ میں مِل جائے اُس کو بھی ہمارے پاس بُلا کے لانا۔ پس آپ نے جن لوگوں کے نام لئے تھے اور جو مجھ کو راستے میں مِلتے رہے، سب کو میں بلا لایا۔ واپس آیا تو مکان آدمیوں سے بھرا ہوا پایا (یعنی جن لوگوں کو بُلایا تھا وہ سب آگئے تھے) حضرت انسؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ بھلا شمار میں کِس قدر ہوں گے؟ انھوں نے فرمایا کہ تقریباً تین سو ہوں گے۔ اُس وقت میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپنے اُس مالیدہ پر دستِ مُبارک رکھ کر جو کچھ خدا تعالےٰ نے چاہا پڑھا (یعنی برکت کے لئے کچھ دُعا پڑھی، معلوم نہیں کیا پڑھا) پھر آپنے دس دس آدمیوں کو بُلا کر کھِلانا شروع کیا (کیوں کہ پیالہ چھوٹا تھا۔ دس آدمیوں سے زیادہ اس کے گرد بیٹھ کر نہیں کھا سکتے تھے) اور فرماتے تھے کہ خدا کا نام لے کر کھاؤ ہر شخص اپنی طرف سے کھائے۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ مالیدہ سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اسی طرح ایک جماعت کھا کر جاتی تھی اور ایک آتی تھی۔ یہاں تک کہ سب کھا چکے۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا

کہ اے انس رضؓ اس کو اُٹھاؤ! تب میں نے اُٹھایا معلوم نہیں کہ جس وقت میں نے اس کو لاکر رکھا تھا، یا جس وقت اُٹھایا (یعنی بالکل بجنسہٖ موجود تھا) تمیز نہیں ہوتی تھی کہ اُس وقت زیادہ تھا یا اِس وقت۔ (بخاری و مسلم)

(۱۱۱) سفر سے واپس ہوکر اپنے اقارب اور دوستوں کے لئے ہدیہ اور تحفہ لانا باعثِ ثواب ہے یا نہیں؟

جواب :۔ یہ نہایت پسندیدہ اور نیک کام اور موجب ثواب ہے کیونکہ باہم ہدیہ دینے لینے کا سرورِ کائنات علیہ افضل الصّلوٰۃ نے حکم فرمایا ہے کہ اس سے محبّت بڑھتی ہے۔ ایسے ہدیہ میں توکئی امرِ خیر جمع ہوگئے پھر خالی از ثواب کیسے ہوسکتا ہے یعنی احادیث وسنّتِ نبویؐ پر عمل بھی ہوگیا۔ مال خرچ کرکے مسلمان کو دے کر اس کے دل کو خوش کر دیا۔

حدیث :۔ عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جب کوئی اپنے اہل وعیال میں سفر سے واپس آئے تو اُن کے لئے کچھ تحفہ لیتا آئے اگرچہ ایک پتّھر ہی ہو (یہ بطور تاکید ومبالغہ فرمایا یعنی کچھ نہ مِل سکے تو پتّھر ہی لائے)۔ (بیہقی)

(۱۱۲) کوئی چیز تقسیم کرتے ہوئے کسی ایسے مستحق شخص کا حصّہ اُٹھاکر رکھ لینا جو وہاں موجود نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ اگر اس شخص کا حق واجب ہے تب تو اس کا حصّہ رکھ لینا ضروری ہے

اور اگر حق واجب نہیں تو اُس وقت اٹھا کر رکھ لینا جائز و درست ہے واجب نہیں۔

حدیث :۔ مخرمہ رضؓ کے بیٹے مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبائیں (یعنی عبا یا چُغا کی قسم کا کپڑا) تقسیم فرمائے اور میرے والد مخرمہ کو ایک بھی نہ دی۔ میرے والد نے فرمایا کہ بیٹا مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ میں ان کے ہمراہ گیا (حجرہ شریف کے دروازے پر پہنچ کر) میرے والد نے کہا کہ تم اندر جاؤ اور آں حضرت صلعم کو میرے لئے بُلا لاؤ۔ میرے بلانے اور اطلاع کرنے پر آپ تشریف لائے اور انھیں قباؤں میں سے ایک آپکے اوپر پڑی تھی۔ آپنے وہ میرے والد کو دیکھ کر فرمایا کہ "اے مخرمہ رضؓ! یہ ہم نے تمھارے لئے اُٹھا رکھی تھی۔ پھر آپنے میرے والد کی طرف دیکھا اور ان کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھ کر فرمایا کہ اب تو مخرمہ رضؓ راضی ہو جاؤ۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابو داؤد)

ناز کا انداز ہے

(۱۴۳) باہم کشتی لڑنا جائز ہے یا اس کو مسلمان کی ایذا دہی اور تکلیف سمجھ کر ناجائز کہا جائے گا؟

جواب :۔ چونکہ کُشتی باہمی عداوت اور ایذا رسانی کے خیال سے نہیں ہوتی بلکہ قوت بڑھانے کی مشق کا ایک طریقہ اور فن ہے اور طرفین کی رضا سے ہوتا ہے، لہٰذا جائز ہے۔ البتہ جس جگہ کا چھپانا فرض ہے[۱] اس کو برہنہ کرنا (جیسا کہ آج کل مروّج و معمول ہے) حرام ہے۔

---

[۱] ناف سے گھٹنوں تک جسم کا چھپانا فرض ہے۔

حدیث :- محمد بن علی (رکانہ کے پوتے) کہتے ہیں کہ (ہمارے دادا) رُکانہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کشتی کی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رُکانہ کو پچھاڑ دیا یعنی آں حضرت صلعم نے چت کر دیا اور غالب آئے)۔ (ابوداؤد)

(۱۱۴) اونٹ گھوڑے وغیرہ کی گھوڑ دوڑ کرانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- جائز ہے لیکن ہار جیت پر جانبین سے کوئی شرط نہ ہو۔ یا تو بالکل ہی شرط نہ ہو یا ایک طرف سے ہو۔ مثلاً زید کہے کہ اگر ہمارا گھوڑا پیچھے رہ گیا تو ہم اپنے پاس سے دوسرے گھوڑے والے کو پچاس روپے دیں گے۔ اور آگے بڑھ جانے والے کے لئے کوئی تیسرا شخص انعام مقرر کر دے تو بھی درست و جائز ہے اور جس طریقہ سے کہ آجکل شرط کی جاتی ہے (یعنی جانبین میں سے ہر شخص کہتا ہے کہ جس کا گھوڑا آگے نکل جائے اُس کو اس قدر دیا جائے) ممنوع و ناجائز ہے۔

حدیث اوّل :- ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن گھوڑوں میں سے جو اضمار[1] کرائے گئے تھے حیفاء سے دَوڑ کرائی اور اُس کی حد

---

[1] گھوڑے کو خوب گھاس کھلا کر موٹا اور قوی کرتے ہیں اور پھر گھاس کم کر کے اصلی خوراک پر لاتے ہیں اور جھول وغیرہ کپڑے اس پر ڈالتے ہیں جس سے پسینہ آتا ہے اور رفتہ رفتہ گوشت نہایت سُبک اور گھوڑا کرارا ہو جاتا ہے اسی ترکیب کو اضمار کہتے ہیں حیفا مدینہ سے چند میل پر ایک موضع کا نام ہے ثنیۃ الوداع مدینہ کی اس گھاٹی کو کہتے ہیں جہاں تک مسافروں کو رخصت کرنے جاتے ہیں۔ بنی زریق انصار کا ایک قبیلہ ہے ثنیۃ الوداع اور حیفا میں چھ میل کا فاصلہ ہے بنی زریق کی مسجد سے ثنیۃ الوداع کا فاصلہ ایک میل ہے ۱۲-

اور انتہا ثنیۃ الوداع تھی اور ان گھوڑوں میں جو اضمار نہیں کرائے گئے تھے ثنیۃ الوداع سے بنی زریق کی مسجد تک دوڑ کرائی۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد)

حدیث دوم :- ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھوڑوں کو دوڑانے کے لئے اضمار کرایا کراتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۱۱۵) اپنے ملک کی بنی ہوئی چیزوں کو دوسرے ملک کی چیزوں پر ترجیح دینا اور اُن کے استعمال کی رغبت دلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- چونکہ اپنے ملک کی مصنوعات کے استعمال میں دینی و دُنیوی فوائد ہیں لہٰذا اُن کو ترجیح دے کر استعمال کی رغبت دلانا جائز و مُباح ہے ایسے طریق سے کہ ملک میں فساد برپا نہ ہو۔

حدیث :- سیدنا علی رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عربی کمان دست مبارک میں لئے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فارسی کمان لئے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ واہ یہ کیا لے رہے ہو اس کو پھینک دو (اور اپنی کمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) اور اس طرح کی کمانیں لیا کرو۔ ان چیزوں سے خدا تعالیٰ تم کو دین میں بھی زیادتی عطا فرمائے گا اور دوسرے ملکوں میں تم لوگوں کی قوت اور رسوخ بٹھلا دے گا۔ (ابن ماجہ)

اسپورٹس کا حکم

(۱۱۶) رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی دست مبارک میں درہم و دینار سونا چاندی وغیرہ لیا ہے یا نہیں؟

جواب :- بعض مواقع پر آپ کا ان چیزوں کو ہاتھ میں لینا ثابت ہے۔ فاطمہ رضؓ کے نکاح کے وقت بھی اپنے ہاتھ سے آپ نے مٹھی بھر کر خوشبو وغیرہ لانے کے واسطے بلال رضؓ کو درہم دیئے تھے۔

حدیث :- عبدالرحمٰن بن سمرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرۃ (غزوۂ تبوک) کا سامان اور تیاری فرمائی تو عثمان رضؓ (خلیفہ سوم) اپنی آستین میں ہزار دینار لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کو آپ کی گود میں ڈال دیا۔ میں نے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی گود میں اُلٹ پلٹ رہے تھے اور دو مرتبہ فرمایا کہ (اِس اعلیٰ درجہ کی نیکی) کے بعد عثمان رضؓ کچھ بھی عمل کرلے اُس کو ضرر نہ دیگا (یعنی اگر بمقتضائے بشریت کوئی خطا بھی سرزد ہو جائے تو یہ عملِ خیر غالب آکر اس کو معاف کرادے گا اور چھپالے گا۔) (مسندِ امام احمد)

(۱۷) کسی ضروری بات کے بھول جانے کے اندیشہ سے رومال وغیرہ میں گرہ لگا دینا یا ہاتھ پر دھاگا باندھ لینا تاکہ وہ بات یاد رہے جائز ہے یا کچھ اس میں کراہت و مذمت ہے ؟

جواب :- کوئی خرابی نہیں بلاشبہ جائز ہے۔

حدیث :- ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کسی ضرورت کے بھول جانے کا اندیشہ ہوتا تو اپنی چھوٹی انگشت میں یا انگشتری میں دھاگا باندھ لیتے تھے۔ (ابن سعد۔ طبرانی فی الکبیر از رافع بن خدیج)

(۱۱۸) لڑکیوں کو گڑیوں سے کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- جائز ہے بشرطیکہ اُن میں آنکھ ناک نہ بنائے جائیں بلکہ صرف کپڑے کو لپیٹ کر سی لیا ہو جیسا کہ عموماً دستور ہے۔

حدیث:- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہوئے (یعنی نکاح ہو جانے کے بعد) میں گڑیوں سے کھیلتی تھی اور میری ہمجولی لڑکیاں میرے پاس آتی تھیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے لحاظ اور خوف سے وہ بھاگ کر چھپ جاتی تھیں تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو (تلاش فرما کر) میرے پاس لوٹا کر بھیجدیتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلنے لگتی تھیں۔ (مسلم و بخاری و ابوداؤد)

(۱۱۹) کوئی مشکل سوال اور معمّہ یا چیستاں لوگوں سے دریافت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اِس قسم کی باتیں جو اپنے علمی فائدہ یا دوسروں کے نفع کے لئے ہوں وہ مستحب و مسنون ہیں اور جو صرف تفریح طبع کے لئے ہوں وہ جائز و مباح ہیں اور جن سے دوسروں کی تذلیل اور اُن کی کم علمی اور اپنی بڑائی ظاہر کرنا منظور ہو، ایسے مشکل سوالات و معمّے ناجائز اور سخت ممنوع ہیں۔

حدیث:- ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے، آں حضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ جس کے پتّے نہیں جھڑتے (یعنی دوسرے درختوں کی طرح خزاں نہیں آتی) اور (نفع رسانی اور سادگی میں) وہ مسلمان کے مانند ہے تم

لوگ مجھ کو بتلاؤ کہ وہ کونسا درخت ہے (ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال جنّت کے درختوں میں جا پڑا۔ اور اپنی اپنی رائے کے موافق بہت سے مختلف درختوں کے سب نے نام بتلائے) میرے خیال میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے (لیکن چوں کہ میں سب سے کم عمر تھا اِس لئے حیا ء کر کے خاموش ہو رہا) جب کوئی نہ بتلا سکا تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ آپ ہی فرمائیے کہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ کھجور کا درخت ہے۔ (بخاری شریف مطولاً و مختصراً)

(۱۲۰) کسی بلند جگہ پر چڑھنے کے لئے بجائے زینہ کے کسی آدمی کی گردن یا کمر پر پاؤں رکھ کر چڑھ جانا بھی جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بوقتِ ضرورت آدمی کو نیچے بٹھلا کر اور اس پر چڑھ کر بلندی تک پہنچ جانے میں کچھ حرج اور ممانعت نہیں

حدیث:۔ زبیر رضؓ فرماتے ہیں کہ اُحُدؔ[1] کے روز رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم دو زِرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ ایک پتھر پر چڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو چڑھ نہ سکے (کیوں کہ زِرہ کے بوجھ سے بدن بھاری ہو رہا تھا اور پتھر زیادہ بلند تھا) تو حضرت طلحہ رضؓ پتھر کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور آں حضرت صلّے اللہ

---

[1] مدینہ کے قریب ہی ایک پہاڑی ہے جس میں ہارونؑ کی قبر ہے۔ شوال ۳ھ میں یہاں کفّار سے رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم کی نہایت بڑی جنگ ہوئی، اس کو یوم اُحُدؔ کہتے ہیں۔ حضرت سیّد الشہداء حمزہ رضؓ اسی غزوہ میں شہید ہوئے ۱۲

علیہ وسلم ان کی پشت پر پہنچکر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ (ترمذی)

(۱۲۱) کسی شخص کو جو واقع میں چچا، ماموں وغیرہ نہ ہو، کسی دُور کے علاقے کی وجہ سے نانا، ماموں، چچا وغیرہ کہہ دینا (جیسے کہ اکثر ننہال کے محلّہ والوں بلکہ شہر والوں کو ماموں، نانا۔ اور اپنے باپ کی طرف سے لوگوں کو چچا وغیرہ کہنے لگتے ہیں) جھوٹ میں داخل ہے یا جائز ہے؟

جواب:۔ اِس قسم کی قرابت کا نام لے دینا بہت خفیف علاقہ کی صورت میں بھی جائز ہو جاتا ہے۔ اور بِلا تعلّق بھی اگر تعظیم وغیرہ کے لئے ایسے القاب لگا دے تو جائز ہے۔

حدیث اوّل:۔ حضرت خدیجہ رضؓ نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو ورقہ[1] بن نوفل کے پاس لے جاکر) کہا کہ، اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کا حال سُنو! (چونکہ ورقہ کے پردادا یعنی دوسرے دادا اور رسول اللہ صلے

[1] ورقہ بن نوفل ایک بہت بڑے علمائے نصاریٰ میں سے تھے۔ عربی اور عبرانی زبان میں اتنی مہارت تھی کہ ایک سے دوسری زبان میں ترجمہ کر لیتے تھے۔ خدیجہ رضؓ کے حقیقی چچا کے بیٹے تھے۔ سب سے پہلے وحی آنے کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم مضطر تھے کہ دیکھئے نبوّت کا بارِ گراں مجھ سے اُٹھے گا یا اِس جان جائے گی۔ تسلّی دلانے کے لئے خدیجہ رضؓ آپؐ کو اُن کے پاس لائی تھیں۔ چند روز بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ مُسلمان ہو گئے تھے یا نہیں۔ ۱۲

اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا باہم بھائی تھے۔ اِس علاقہ سے خدیجہ رضؓ نے بھتیجا فرمایا۔) (بخاری و مسلم)

حدیث دوم :- جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضؓ سامنے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ میرے ماموں ہیں بھلا کوئی شخص ایسا ماموں دِکھلائے تو (یعنی ایسے معظّم مکرّم فضیلت والا) اور کسی کا ماموں نہیں۔ چونکہ سعد رضؓ قبیلۂ بنی زہرہ میں سے تھے اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجدہ بھی اِسی قبیلہ میں سے تھیں، اِس لئے آپ نے ماموں فرمایا۔ (ترمذی)

عِلاج مُعالجہ گورو کفن، حُسنِ ظن

(۱۲۲) کسی کی آرزو کی وجہ سے اپنی موت میں تاخیر چاہنا، یا کسی کے دیکھنے کی آرزو و حسرت کرنا کچھ مذموم ہے یا نہیں ؟

جواب :- اِس میں کوئی مذمّت اور بُرائی نہیں۔ تاخیرِ موت کی دُعا بھی ہر حالت میں جائز ہے خصوصاً امورِ خیر کے انجام کے لئے اور آرزوئے ملاقات بھی جائز خصوصاً صلحا کی ملاقات کی آرزو جو مستحب و مسنون اور باعثِ فلاح ہے۔

حدیث :- امّ عطیہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک دفعہ کسی جگہ) ایک لشکر بھیجا، اس میں علی رضؓ بھی شریک تھے۔ وہ کہتی ہیں

کہ (اس کے کچھ عرصہ بعد) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اُٹھائے ہوئے دیکھا اور یہ دُعا کرتے ہوئے سُنا کہ یا اللہ مجھ کو جب تک علی رضہ کی صورت نہ دِکھلا دے، تب تک نہ مارنا (یعنی علی رضہ کی واپسی تک زندہ رہوں)۔ (ترمذی)

(۱۲۳) علاج اور پرہیز کرنا جائز ہے یا بوجہ خلافِ توکّل ہونے کے ناجائز اور مذموم ہے؟

جواب:۔ دنیا چونکہ عالمِ اسباب ہے لہٰذا دوا علاج کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے شفا طلب کرنا کچھ خلافِ توکّل نہیں اور جن اسباب سے بُرے نتائج پیدا ہوں اُن سے بچنا ضروری ہے۔ علاج ہو یا نہ ہو نظر ہر وقت خالقِ کائنات پر رہنی چاہیئے۔ کیوں کہ دوا میں اثر بخشنے والا اور علاج کے بعد شفا دینے والا بھی وُہی ہے۔ اور بُرے اسباب سے پرہیز کرنے کے بعد بھی بُرے نتائج سے بچانا اسی کا کام ہے۔

حدیث اوّل:۔ اُسامہ رضہ بن شریک فرماتے ہیں کہ ایسے وقت میں کہ آپؐ کے تمام صحابہ رضہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا کہ اِدھر اُدھر سے اعراب (دیہاتی اور جنگلی آدمی) آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہم علاج کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں علاج کرو کیوں کہ خدا تعالےٰ نے

بڑھاپے کے سوا کوئی مرض ایسا پیدا نہیں فرمایا جس کی دوا پیدا نہ فرمائی ہو" (اگر اسی مرض کی دوا موقع پر پہنچ گئی تو مریض کو بحکم خدا شفا ہو جاتی ہے۔

(ابو داؤد و ترمذی و احمد و بخاری بعضہ)

حدیث دوم:- ام منذر رضؓ (انصار میں کی ایک عورت) فرماتی ہیں کہ، ہمارے یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور علی رضؓ جو مرض کی وجہ سے نقیہ (ناتوان ہو رہے تھے آپ کے ہمراہ تھے۔ ہمارے یہاں کھجور کے خوشے لٹکتے تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان میں سے کھا رہے تھے۔ علی رضؓ نے بھی کھانے کے واسطے ہاتھ میں لیا تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضؓ تم نہ کھاؤ کیونکہ تم نقیہ وضعیف ہو (تم کو نقصان دے گا) ام منذر کہتی ہیں کہ پھر ہم نے جو کا آٹا اور چقندر ملا کر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے (حریرہ) بنایا تو آپ نے علی رضؓ سے فرمایا کہ اس میں سے کھاؤ یہ تمھارے لئے نافع ہے۔ (ترمذی - ابن ماجہ - ابوداؤد)

(۱۲۴) میت کے چہرے کو بوسہ دینا اور غسل و کفن کے بعد اسکی صورت دیکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب:- دونوں باتیں جائز ہیں۔

حدایث اوّل:- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ، جب عثمانؓ[1] بن مظعون رضؓ کی وفات

---

[1] عثمان بن مظعون رضؓ ان صحابہ میں تھے جو آپ کے ہمراہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تھے۔ مہاجرین میں سب سے پہلے اِن کا انتقال ہوا اور بقیع میں سب سے پہلے یہی دفن کئے گئے۔ ۱۲

ہوگئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی (پیشانی) کو بوسہ دیا اور اب تک وہ حالت میری آنکھوں میں پھرتی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمان بن مظعونؓ کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

(ترمذی و ابن ماجہ و ابو داؤد)

حدیث دوم:۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیمؓ[1] کی وفات ہوئی تو آپنے فرمایا کہ (ذرا ٹھہرنا) جبتک ہوں اس کی صورت نہ دیکھ لوں کفن میں نہ چھپانا (یعنی چہرہ ابھی کھلا رکھنا) پھر آپ تشریف لاکر اُس پر جھک پڑے اور روئے (یعنی آنسو نکل آئے)۔ (ابن ماجہ)

(۱۲۵) عورتیں اگر جنازے کے ہمراہ قبرستان میں جائیں تو کچھ ثواب ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ان کے لئے جنازہ کے ساتھ جانا کچھ ثواب نہیں بلکہ ناجائز ہے، اور عورتوں کے لئے قبرستان میں جانے کی سخت ممانعت ہے۔ عائشہ صدیقہ رضؓ صدمے کے جوش میں صرف ایک دفعہ اپنے بھائی[2] کی قبر پر چلی گئی تھیں، جس

---

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے ربیع الاول سنہ ۱۰ھ میں ان کی وفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص صدمہ پہنچا۔ [2] ان کا نام عبد الرحمن بن ابوبکر تھا سنہ ۵۳ھ میں مکہ کے قریب موضع حبشی میں وفات ہوگئی اور مکہ میں لاکر دفن کئے گئے۔ حضرت عائشہ رضؓ جب مدینہ منورہ سے حج کے لئے مکہ تشریف لے گئیں تو ان کی قبر پر بھی چلی گئیں مگر پھر پشیمان ہوئیں۔ ۱۲ منہ

کی وفات کے وقت یہ وہاں موجود نہ تھیں اس لئے صدمہ زیادہ تھا۔ اپنے اس فعل پر تمام عمر استغفار کر کے روتی رہیں کہ افسوس میں کیوں گئی۔

حدیث اوّل :- ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ عورتوں کے لئے جنازہ کے ساتھ جانے کا (کوئی حق) اور کچھ ثواب نہیں۔ (بیہقی و طبرانی)

حدیث دوم :- ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و احمد)

(۱۲۶) اگر کبھی ضرورت اور مجبوری ہو تو صرف ایک ہی کپڑے میں مُردے کو کفن دے کر دفن کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- جب دوسرا اور تیسرا کپڑا میسر نہ آئے تو ایک میں بھی کفن دینا جائز ہے۔

حدیث :- جابر رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے چچا) حمزہ رض کو ایک کپڑے میں کفن دیا (زیادہ کپڑا موجود ہی نہ تھا۔ وہ ایک بھی اس قدر کوتاہ تھا کہ) اگر سر کو چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ آخر آپ نے فرمادیا کہ سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھانس ڈال دو۔ (احمد و ترمذی)

(۱۲۷) اگر قبر کھودنے میں دِقّت ہوتی ہو یا جگہ کم ہو تو ایک قبر میں چند

مُردوں کو رکھ دینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب :- جائز ہے۔ اوّل ایسے شخص کو رکھیں جو بڑا عالم یا پرہیزگار متّقی ہو اس کے بعد کم درجہ والا، اس کے بعد اُس سے کم درجہ۔

حدیث :- ہشام بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ اُحد کے روز انصار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آج ہم کو نہایت زخم اور کُلفت پہنچی ہوئی ہے، اَب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ (یعنی قبریں کھودنے کی طاقت نہیں، اَب آپ کیا حکم دیتے ہیں؟) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کو بہت وسیع اور گہری بناؤ اور دو دو، تین تین آدمیوں کو ایک قبر میں رکھ دو۔ عرض کیا گیا کہ آگے کس کو رکھیں؟ فرمایا کہ جس کو زیادہ قرآن شریف یاد ہو۔

(نسائی و ترمذی و ابوداؤد و بخاری بروایت جابرؓ)

(۱۲۸) قبر پر کچھ تاریخ یا آیاتِ قرآنی لکھ دینا اور قبر کو پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- قبر کو پختہ یا اس پر عمارت بنانا ممنوع اور ناجائز ہے، لکھنا بھی مکروہ ہے۔

حدیث :- جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانے سے اور قبروں پر لکھنے سے اور قبروں کو پامال کرنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

(ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۲۹) جنازے کو آتا ہوا دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہونا کوئی ضروری اَمر ہے یا نہیں ؟

جواب :- اُٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر ساتھ جانا ہو تو اُٹھے ورنہ بیٹھا رہے۔

حدیث :- علی رضؓ فرماتے ہیں کہ پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازے کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور پھر اُٹھنا چھوڑ دیا۔ (ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد)

(۱۳۰) جس گھر میں میّت ہو جائے اُن کے لئے کھانا بھیجنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- یہ مسنون ہے کہ جو لوگ مَوت وغیرہ کی مصیبت میں مُبتلا ہوں اُن کے رشتہ دار اور ہمسائے ان کو کھانا پکا کر بھیجدیں، باقی اس میں تکلّفات اور ناموری اور عوض و معاوضہ کرنا جیسا کہ آج کل دستور ہو گیا ہے بہت معیوب و ممنوع ہے۔ سیدھی سادی طرح بہ نیتِ امداد اقارب کھانا بھیجکر سنّت کا ثواب حاصل کرنا چاہئے اور یہ کھانا صرف انہی لوگوں کے لئے ہے جو میّت کے کاروبار اور رنج وغم میں مشغول ہوں، یہ نہیں کہ تمام قوم اور برادری کو کھلایا جائے۔ نیز یہ سمجھنا بھی جہالت ہے کہ میّت والے گھر میں تین دن تک کھانا پکانا جائز نہیں یا منحوس اور باعثِ وبال ہے۔

حدیث :- عبداللہؓ بن جعفر رضؓ کے شہید ہو جانے کی خبر آئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے گھر والوں کو) فرمایا کہ جعفر رضؓ کے اہل وعیال کے لئے کھانا تیار کرو، اس لئے کہ ان کو ایسی خبر پہنچی ہے جو اُن کو مشغول کر دے گی، (یعنی جعفر رضؓ کی مَوت کی خبر آگئی ہے جس کے صدمہ اور رنج میں مشغول ہو کر کھانے

لہ جعفر رضؓ رسولِ مقبول صلعم کے چچازاد بھائی اور علی رضؓ کے حقیقی بھائی تھے (باقی بر صفحہ ۱۱۰)

پینے کے انتظام کی خبر نہ رہے گی۔ (ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۳۱) آدمی کو اپنی حقارت اور بدعملی پر نظر کر کے اپنے آپ کو یقینی دوزخی سمجھ لینا باعثِ ثواب و رحمت ہے یا مذموم ہے؟

جواب:۔ ایسا یقین کر لینا نہایت مذموم ہے اپنے عمل پر نظر کر کے خدا کے غضب سے ڈرتا رہے، اس کی رحمت سے نجات کا اُمیدوار رہے۔

حدیث اوّل:۔ انس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس نزع کے وقت تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ، اللہ تعالےٰ سے (نجات کی) امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں (کے وبال) سے ڈرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ، جس مومن کے قلب میں یہ دونوں (یعنی خوف و رجا) ایسے وقت میں (یعنی نزع کے حال میں) جمع ہوتی ہیں خدا تعالیٰ اُس کو وہ چیز عطا کرتا ہے جس کی اُس کو اُمید ہوتی ہے اور جس چیز سے ڈرتا ہے اُس سے بچا لیتا ہے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

حدیث دوم:۔ جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مرے تو ایسے حال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹):۔

صورت و سیرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مُشابہ تھے بمقام مُوتہ ملک شام میں کہ بیت المقدس سے دو منزل پر ہے جہاد میں بعمر ۴۱ سال ۸ھ میں شہید ہوئے ان کی شہادت کی خبر مدینہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی دی گئی تھی۔ آپ نے لوگوں کو اطلاع فرما دی تھی۔ ۱۲ منہ

میں مرنا چاہیئے کہ خدا سے نیک گمان رکھتا ہو (یعنی یہ امید ہو کہ خدا تعالےٰ اپنی رحمت سے اچھا معاملہ کرے گا۔ (مسلم)

(۱۳۲) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر کونسی بات فرمائی ہے؟

جواب :- سب سے آخر میں جو کلمہ آپنے فرمایا وہ یہ تھا کہ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلےٰ — (یعنی اے خدا تعالےٰ میں رفیقِ اعلےٰ کو اختیار کرتا ہوں[1]) آپ کو خدا تعالےٰ نے دنیا میں رہنے اور سفرِ آخرت کرنے کا اختیار دیا تھا۔ آپ نے مَوت ہی کو اختیار فرمایا اور آخر وقت میں چند بار اِسی کو فرمایا "اے خدا تعالےٰ میں رفیقِ اعلےٰ یعنی مَوت کو اختیار کرتا ہوں"۔ جو خدا تعالےٰ کے جوار اور قربِ رحمت میں پہنچا دینے والی اور انبیاء و صدیقین (و شہداء) سے مِلانے والی ہے۔

حدیث :- عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ سب سے آخری کلمہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ تھا: اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلےٰ۔ (بخاری و مسلم)

(۱۳۳) دنیا میں کسی کو بُرا یا بھلا عمل کرتے ہوئے دیکھ کر جنّتی یا دوزخی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- یقینی طور سے کسی کو نہیں کہہ سکتے کیوں کہ انجام اور خاتمہ کا اعتبار ہے جس کا حال ابھی نہیں معلوم۔

حدیث : سہل بن سعد رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

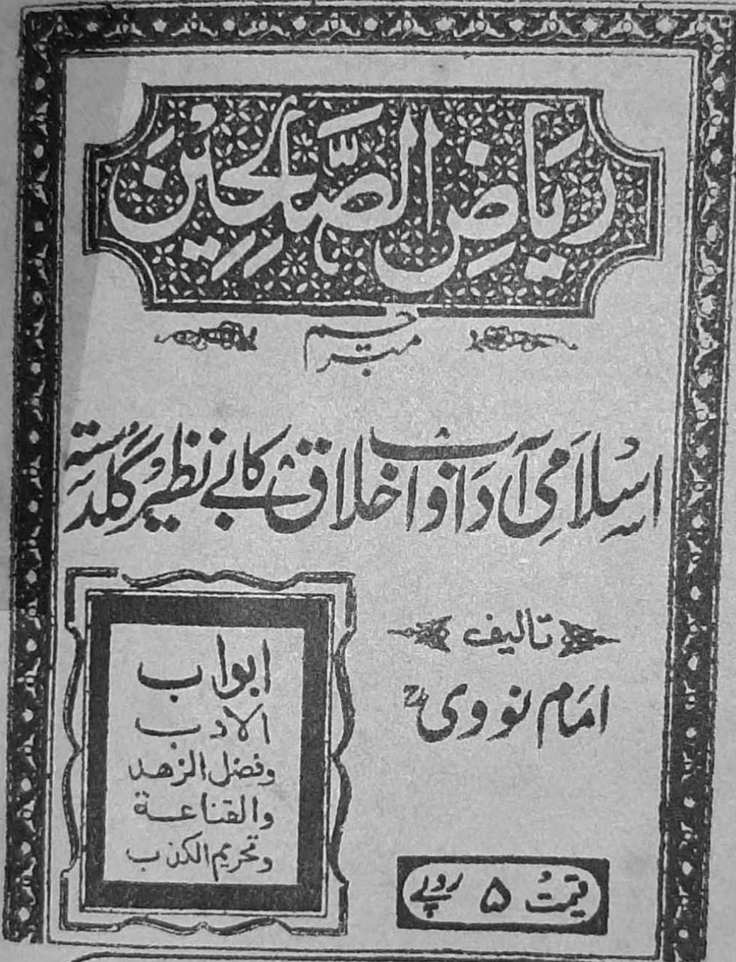
[1] رفیقِ اعلیٰ سے جنابِ باری اور ملائکۂ مقرّبین بھی مراد ہو سکتے ہیں - ۱۲

کہ بندہ دوزخی لوگوں کے عمل کئے جاتا ہے اور واقع میں جنّتی ہوتا ہے اور جنّتی لوگوں کے عمل کرتا رہتا ہے مگر وہ ہوتا ہے دوزخی (موجودہ حالت کے اعمال کا اعتبار نہیں) صرف خاتمہ کے اوپر اعمال کا اعتبار ہے (نیک عمل بھی اسی کے کار آمد اور قابلِ قبول ہوں گے جس کا خاتمہ بخیر ہوا۔) (بخاری شریف)

خاتِمَۃُ الطَّبع

لِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی اِحْسَانِہٖ کہ یہ مجموعۂ احادیثِ نبوی صلّے اللہ علیہ وسلّم اِس ناکارہ گنہگار کے قلم سے مُرتّب ہوا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ! یہ خاکسار تیرے ساتھ حُسنِ ظن رکھتا ہے اپنے معاصی کو دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہوا جاتا ہے، گناہوں کے وبال اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہے مگر تیری رحمت سے اُمید اور بھروسہ ہے تو اس کا بھی خاتمہ بخیر فرمادے اور اِس رسالہ کے ناظرین کو احادیثِ نبویہ کی محبّت دے کر انجام بخیر فرما۔ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلّے اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

فقیر سَیِّد اَصْغَر حُسَیْن عُفِیَ عَنْہُ



نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں